وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ○ ہم تو فرمائیں گے یَاۤ اَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ و یَاۤ اَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ وغیرہ ہم تو آپ کی شان بڑھائیں گے آپ انکسارًا یہ فرماسکتے ہیں نیز اس آیت میں کفار سے خطاب ہے چونکہ ہر چیز اپنی غیر جنس سے نفرت کرتی ہے لہذا فرمایا گیا کہ اے کفار تم مجھ سے گھبراؤ نہیں میں تمہاری جنس سے ہوں یعنی بشر ہوں ؛ شکاری جانوروں کی سی آواز نکال کر شکار کرتا ہے۔ اس سے کفار کو اپنی طرف مائل کرنا مقصود ہے اگر دیوبندی بھی کفار میں سے ہی ہیں تو ان سے بھی یہ خطاب ہو سکتا ہے۔ ہم مسلمانوں سے فرمایا گیا اَیُّکُمْ مِثْلِیْ طوطے کے سامنے آئینہ رکھ کر اور خود آئینہ کے پیچھے کھڑے ہو کر بولتے ہیں تاکہ طوطا اپنا عکس آئینہ میں دیکھ کر سمجھے کہ یہ میرے جنس کی آواز ہے۔ انبیائے کرام رب کا آئینہ ہیں آواز و زبان اُن کی ہوتی ہے اور کلام رب کا۔ گفت من آئینہ مصقول دوست۔ یہ عکس کا لحاظ ہے ؛

دوسرے اس طرح کہ مِثْلُکُمْ پر آیت ختم نہ ہوئی بلکہ آگے آرہا ہے یُوْحٰۤی اِلَیَّ یُوْحٰۤی اِلَیَّ کی قید ایسی ہے جیسے ہم کہیں زید دیگر حیوانات کی طرح حیوان ہے مگر ناطق ہے۔ تو ناطق کی قید نے زید اور دیگر حیوانات میں ذاتی فرق پیدا کر دیا۔ اس قید سے زید تو اشرف المخلوقات انسان ہوا۔ اور دوسرے حیوانات اور شے۔ اسی طرح وحی کی صفت نے نبی اور اُمتی میں بہت بڑا فرق بتادیا۔ حیوان اور انسان میں صرف ایک درجہ کا فرق ہے۔ مگر بشریت اور شانِ مصطفوی میں ۲۷ درجہ فرق ہے اوّلاً بشر پھر مومن پھر شہید پھر متقی پھر ولی پھر ابدال پھر اوتاد پھر قطب پھر غوث پھر غوث الاعظم پھر تابعی پھر صحابی پھر مہاجر پھر صدیق پھر نبی پھر رحمۃ للعالمین وغیرہ یہ ۲۷ مراتب کا اجمالی ذکر ہے۔ تفصیل دیکھنا ہو تو ہماری کتاب شان حبیب الرحمن میں ملاحظہ کرو۔ تو عام بشر اور مصطفےٰ علیہ السلام میں شرکت کیسی؟ یہ شرکت تو ایسی بھی نہیں جیسی کہ جنس عالی یا کسی عرض عام کے افراد کو انسان سے ہے۔ یہ تو ایسا ہوا کہ کوئی کہے اللہ ہماری طرح موجود ہے اللہ ہماری طرح سمیع و بصیر ہے۔ کیونکہ کلمہ موجود و علیم ہر جگہ بولا جاتا ہے جس طرح ہماری موجودیت اور رب کی موجودیت میں کوئی نسبت نہیں ایسے ہی ہماری بشریت اور محبوب علیہ السلام کی بشریت میں کوئی نسبت نہیں

کی بد دعا سے لوگ مصیبت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور دنیا دی حکام اور سلاطین قوموں
کو تباہ کر دیتے ہیں، تو کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس قدر بھی اختیارات نہیں ہیں بخود
کفار بھی جانتے تھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا خالی نہیں جاتی۔ اسی لئے بہت
دفعہ ابو جہل نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ابو سفیان کو دعا کے لئے بھیجا۔ جب
ابولہب کے بیٹے عتبہ کے لئے دعائے بد فرمادی کہ یا اللہ اس گستاخ پر اپنے کسی کتے کو
مقرر فرما دے جو اسے اس گستاخی کا بدلہ دے۔ تو ابولہب مارے خوف کے کانپ گیا اور
کہتا پھرتا تھا کہ اب عتبہ کی خیر نہیں۔ اس کے پیچھے محمد کی بد دعا پڑ گئی ہے۔ وہ سمجھتا تھا
کہ اس زبان کی بات خالی جاتی ہی نہیں۔

اس آیت کے مضمون کا خلاصہ یہ ہوا کہ رب تعالیٰ نے فرمایا اے محبوب! وہ
کفار جو علم غیب اور کلی اختیارات کو نبوت کی پہچان نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ نبی کے
بیوی بچے نہ چاہییں۔ ان سے کہہ دو کہ ہم نے خدا یا فرشتہ ہونے کا دعوےٰ نہیں کیا ہے۔
کلی اختیارات مکمل علم غیب پر خدائی دارومدار ہے۔ نیز ہم نے کب کہا کہ ہم فرشتہ ہیں۔ بیوی
اور بچوں کی حاجت نہ ہونا فرشتہ کی پہچان ہے۔ ہم نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اور
نبی انسان ہی ہوتے ہیں، غذا اور بیوی بچے انسان کے ہوتے ہیں۔ ہمارے نکاح اور غذا پر
کیا اعتراض ہے۔

خیال رہے کہ نبی سے انسانیت کی عزت ہے نہ کہ انسانیت سے نبی کی۔ ایسے ہی
انبیاء علیہم السلام نے نکاح و غذا اس لئے قبول فرمایا تاکہ یہ کام اللہ کے بندوں کے لئے
سنت ہو جائیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

یہ کہ یہ آیت کیوں آئی۔ دوسرے یہ کہ نٓ سے کیا مراد ہے اور قلم سے کیا مقصود ہ، تیسرے
یہ کہ اگلی آیتوں میں کیا فرمایا جارہا ہے۔

مشرکین مکہ خاص کر ولید ابن مغیرہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو مجنوں یعنے
دیوانہ کہا کرتے تھے۔ قلب پاک مصطفٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس ملعون لفظ سے ایذا
پہنچتی تھی۔ رب تعالٰی نے قسمیں فرما کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل اور بدگویوں
کے عیوب بیان فرمائیے تاکہ محبوب کے دل کو تسلی ہو۔ فرمایا قسم ہے نون کی قسم ہے
قلم کی قسم ہے ان کی تحریر کی۔ اے محبوب! آپ مجنوں نہیں اور آپ کے بدگو ایسے بدذات
ایسے بے ایمان ایسے بدظن حرام کے بچے ہیں۔

نٓ وَالْقَلَمِ کلمہ نون میں چند اختلاف ہیں۔ یا تو یہ اس سورت کا نام ہے۔ یعنے
اس سورۃ کی قسم بحق نون۔ یا نون اللہ تعالٰے کا نام ہے یا یہ نور اور ناصر کا پہلا حرف ہے۔
جو حق تعالٰی کے نام ہیں۔ یا الٓر، حٰمٓ، نٓ مل کر رحمٰن بنتا ہے، تو یہ اسمائے الٰہی
کا جزو ہے۔ اس صورت میں رب تعالٰے نے اپنی قسم فرمائی۔ یا نٓ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کا نام ہے۔ یا یہ نور کا جز ہے۔ اور نور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام قد جاءکم من
اللہ نور۔ تو اب اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قسم ہوئی۔ یا نٓ کے معنے ہیں
مچھلی۔ کیونکہ عربی میں نون مچھلی کو کہتے ہیں تو اس سے مراد وہ مچھلی ہے۔ جس کے پیٹ میں
حضرت یونس علیہ السلام رہے۔ یا وہ مچھلی مراد ہے جو جنتیوں کو پہلی غذا میں دی جائے گی۔
یا وہ مچھلی مراد ہے جس پر زمین قائم ہے۔ کیونکہ زمین گائے کے سینگ پر اور گائے مچھلی پر ہے۔

قلم سے مراد یا تو عام قلم ہیں۔ چونکہ اس سے علم لکھا جاتا ہے۔ اس لئے اس کی تعظیم
ہے۔ لہذا اس کی قسم فرمائی گئی۔ یا اس سے وہ قلم مراد ہے جس سے رب تعالٰے نے لوح

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسم ذات محمد اور احمد ہے۔ رب کا نام حامد بھی ہے اور محمود بھی، رب حامد، حضور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) حضور احمد، رب محمود ہے، یعنی اس کی تعریف یہ ہی کر سکتے ہیں، اور ان کی تعریف وہ ہی فرما سکتا ہے۔ شفاعت کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان سے خاص حمد کرائی جائے گی۔ اور اس کے لئے یہی زبان چاہئے

اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سارے صفات بھی برہان ہیں کیونکہ جو صفات علیحدہ علیحدہ انبیاء کو عطا ہوئے۔ وہ سب بلکہ زیادہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دئے گئے شعر

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری ۞ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ اس آیت میں انبیاء کی اقتداء مراد نہیں ہے۔ ورنہ اِقْتَدِهُمْ ہوتا، بلکہ ان کی صفات کی جامعیت مراد ہے۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شکر نوح، حلم ابراہیم، اخلاص موسےٰ اور قرب اسماعیل و یعقوب، صبر ایوب، تواضع سلیمان، زہد عیسےٰ علیہم السلام مرحمت ہوا۔ (دیکھو روح البیان آیت وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۵)

اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں یہ ۞ ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن بتاتا ہے کہ ایمان ہیں یہ ۞ ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

خلاصہ مضمون یہ ہوا کہ اے لوگو۔ تم اسلام کی حقانیت کے دلائل ڈھونڈتے ہو۔ اور اسی مسئلہ پر ردوقدح، سوال وجواب کرتے ہو اس مشقت کی تمہیں ضرورت نہیں، تمہارے پاس ہماری طرف سے وہ ذات کریم یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جو سرتاپا اسلام کی حقانیت ہماری وحدانیت کی یقینی دلیل ہیں، اگر آنکھ اور عقل ہے۔ تو انہیں دیکھو اور کلمہ پڑھ لو۔ سیدنا عبداللہ ابن سلام نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے

آپ کا نام شریف بھی ایک برہان الٰہی ہے۔ دیکھو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں حرف بارہ ہیں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میں بھی بارہ ہیں۔ ابوبکر الصدیق، عمر ابن الخطاب، عثمان ابن عفان، علی ابن ابی طالب، سب میں بارہ بارہ حرف ہیں۔ لفظ اللہ ذات پر دلالت کرنے میں حروف میں محتاج نہیں۔ اگر ہمزہ حذف کر دو تو رہا للّٰہ۔ اگر لام گرا دو تو رہا لہٗ۔ اگر یہ لام بھی گرا دو تو ہو گیا ہٗ اسی طرح لفظ محمد ہے۔ اگر اول میم گرا دو تو رہا حمد بمعنے تعریف اگر حا گرا دو تو رہا مد بمعنے کھینچنا۔ وہ مخلوق کو خالق کی طرف کھینچتے ہیں اگر دوسری میم بھی گرا دو، تو بچی دال بمعنے رہبر اَلدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ حمد اور مد اور رہبری حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفات ہیں۔

۴ نُوْرًا مُّبِیْنًا سے مراد یا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات عالی ہے اس صورت میں یہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دو صفتیں بیان ہوئیں ایک برہان، دوسری نور۔ برہان عقل سے معلوم ہوتی ہے اور نور آنکھ سے۔ چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کمالات قیامت تک لوگ عقل سے معلوم کرتے رہیں گے۔ اور ان کے انوار لوگوں کی آنکھوں سے معلوم ہوتے رہیں گے۔ لہٰذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام برہان الٰہی بھی ہیں اور نور بھی۔ ہے

حرم و طیبہ و بغداد جدھر کیجئے نگاہ ❊ جوت پڑتی ہے تری نور ہے چھنتا تیرا

اسی لئے فرمایا گیا جَآءَکُمْ سب مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے یا نور سے مراد قرآن کریم ہے۔ وہ بھی دل چمکانے والا نور ہے یا مراد نورِ قلب ہے جو شیخ کے وسیلہ سے حاصل ہوتا ہے۔ اس کو مبین اس واسطے کہا گیا کہ نور چراغ تو بعض اطراف کو چمکاتا ہے بعض کو نہیں۔ مگر یہ نور ہر طرف کو چمکاتا ہے۔ نور چراغ فقط ظاہر کو چمکاتا ہے، اور نور قرآن دل کو بھی اور روح کو بھی۔

کتاب الغسل سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیائے کرام کو خواب سے احتلام نہیں ہوتا۔ کہ اس میں شیطانی اثر ہے۔ بلکہ اُن کی بیبیاں بھی احتلام سے پاک ہیں (۴) انبیائے کرام کو جماہی نہیں آتی۔ کیونکہ یہ بھی شیطانی اثر ہے۔ اسی لئے اُس وقت لاحول پڑھتے ہیں (۵) مشکوٰۃ شریف باب علاماتِ نبوت میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سینہ مبارک چاک کرکے اُس میں سے ایک پارہ گوشت نکال دیا گیا اور کہا گیا کہ یہ شیطانی حصہ ہے۔ معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نفس قدسیہ شیطانی اثر سے پاک ہے اور پھر اُسے آبِ زمزم سے دھو دیا گیا (۶) مشکوٰۃ شریف باب مناقب عمر میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ جس راستہ سے گذرتے ہیں وہاں سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ جن پر پیغمبر کی نظرِ کرم ہو جائے۔ وہ بھی شیطان سے محفوظ رہتے ہیں۔ پھر خود ان حضرات کا کیا پوچھنا ؎

اقوالِ علماءِ اُمّت:۔ ہمیشہ سے اُمّتِ مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کا عصمتِ انبیاء پر اجماع رہا سوا فرقہ ملعونہ حشویہ کے کوئی اس کا منکر نہ ہوا۔ چنانچہ شرح عقائد نسفی، شرح فقہ اکبر، تفسیرات احمدیہ، تفسیر روح البیان، مدارج النبوہ، مواہب لدنیہ، شفا شریف، نسیم الریاض وغیرہ میں اس کی تصریح ہے۔ تفسیر روح البیان آیت مَا کُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْکِتٰبُ الآیہ کی تفسیر میں ہے فَاِنَّ اَھْلَ الْوُصُوْلِ اِجْتَمَعُوْا عَلٰی اَنَّ الرُّسُلَ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ کَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ قَبْلَ الْوَحْیِ مَعْصُوْمِیْنَ مِنَ الْکَبَائِرِ وَمِنَ الصَّغَائِرِ الْمُوْجِبَۃِ لِنَفْرَۃِ النَّاسِ عَنْھُمْ قَبْلَ الْبِعْثَۃِ وَبَعْدَھَا فَضْلًا عَنِ الْکُفْرِ یعنی اس پر اتفاق ہے کہ انبیائے کرام وحی سے پہلے مومن تھے اور گناہ کبیرہ نیز ان صغائر سے جو نفرت کا باعث ہوں نبوت سے پہلے معصوم تھے اور بعد بھی چہ جائیکہ کفر۔ تفسیرات احمدیہ میں ہے اِنَّھُمْ مَعْصُوْمُوْنَ عَنِ الْکُفْرِ قَبْلَ الْوَحْیِ وَبَعْدَہٗ بِالْاِجْمَاعِ وَکَذَا عَنْ تَعَمُّدِ الْکَبَائِرِ عِنْدَ الْجُمْھُوْرِ۔ انبیائے کرام کفر سے وحی سے پہلے اور بعدہٗ بالاتفاق معصوم ہیں ایسے ہی عام علماء کے نزدیک دیدہ و دانستہ گناہ کبیرہ کرنے سے بھی معصوم ہیں۔ غرضکہ اُمّتِ مرحومہ کا اجماع انبیائے کرام کی عصمت پر ہے اور یہ بالکل ظاہر ہے اس لئے زیادہ عبارتیں نقل کرنے کی ضرورت نہیں ؎

عقلی دلائل:۔ عقل بھی چاہتی ہے کہ انبیائے کرام کفر و فسق سے ہمیشہ معصوم ہوں۔ چند وجوہ سے (۱) کفر یا عقائد کی

مسئلہ ۳۵:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ دُنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اور ہوگا بوساطت فرشتگان اور سیارگان وعقول عشرہ ہی ہو رہا ہے یا ہر آن میں بلا توسل ان سب کے خود حاکم حقیقی نظم و نسخ فرماتا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب:

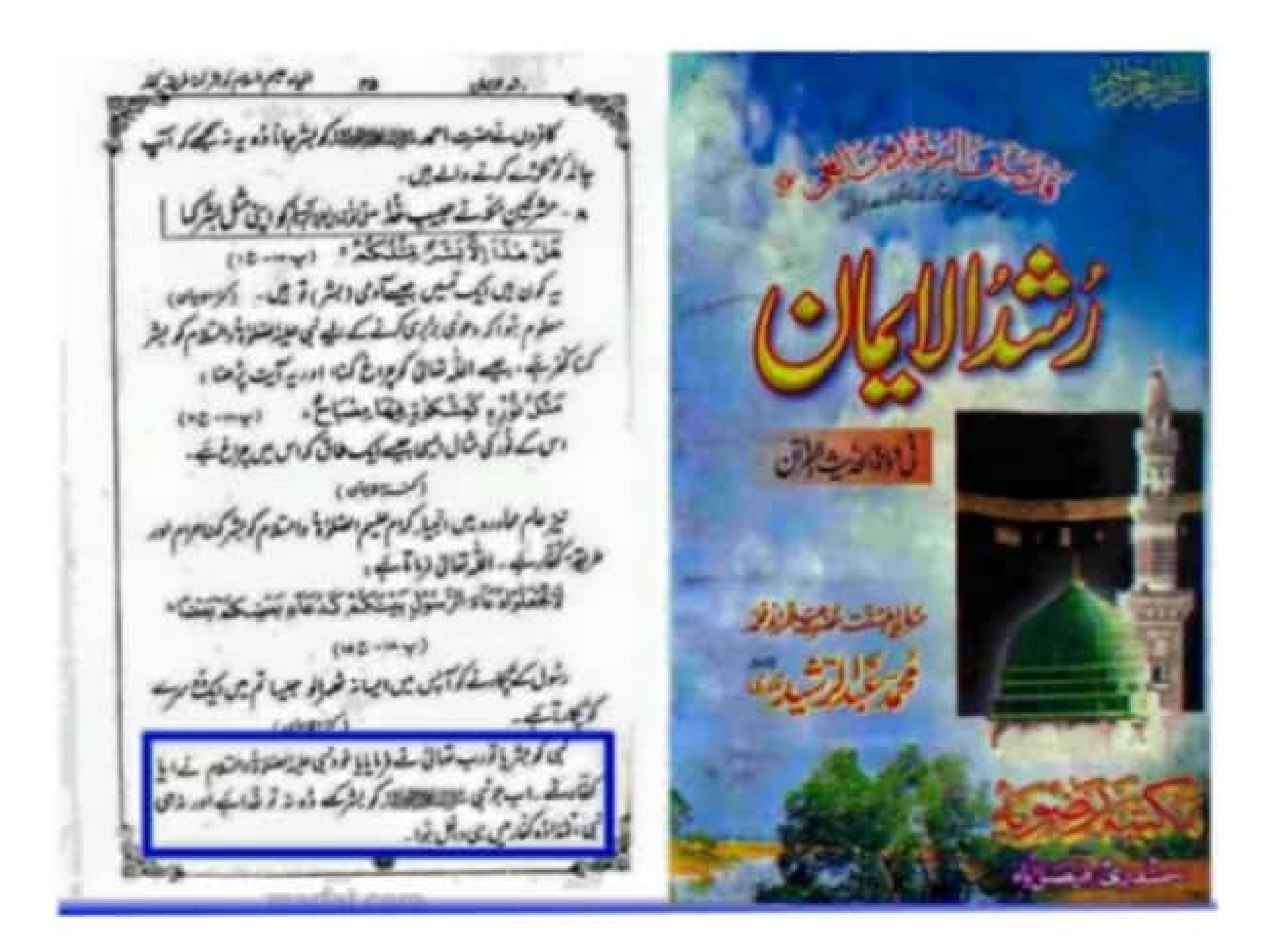
اللہ اکبر۔ حاکم حقیقی عزجلالہ پاک ہے اس سے کہ کسی سے توسل کرے۔ وہی اکیلا حاکم، اکیلا خالق، اکیلا مدبر ہے۔ سب اُس کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں اس نے ملائکہ کو تدابیر امور پر مقرر فرمایا ہے قال تعالیٰ فالمدبرات امرا۔ علماء نے
کمانہ پ کام ارواح کواکب سے بھی متعلق تھے زمانہ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کام اُن سے نکال لیا گیا اب ملائکہ مدبر ہیں اور عقول عشرہ جس طرح فلاسفہ مانتے ہیں اُن کا ہذیان بین البطلان ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۶:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنے رسالہ میں لکھتا ہے کہ کاہن جو غیب کا حال بتاتا ہے اُس پر یقین کرنا کفر ہے وہ کیا حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی غیب کا حال نہیں معلوم تھا۔ آیا یہ دونوں عقیدے زید کے موافق عقائد سلف اہلسنت وجماعت کے ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب:

اللھم لک الحمد علم ذاتی کہ بے عطائے غیر ہو اور علم مطلق تفصیلی کہ جملہ معلومات الٰہیہ کو محیط ہو اللہ عزوجل سے خاص ہیں مگر مغیبات کا مطلق علم تفصیلی بعطائے الٰہی ضرور تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لیے ثابت ہے انبیاء سے اس کی نفی مطلقاً ان کی نبوت ہی سے منکر ہونا ہے امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی فرماتے ہیں النبی ھو المطلع علی الغیب۔ یعنی نبی کہتے ہیں اُسے جو غیب پر مطلع ہو۔ ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابو الشیخ امام مجاہد تلمیذ خاص سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ



رُشدُ الایمان



بریلوی عقیدہ حضور ﷺ کافروں جیسے آدمی ہیں
بریلوی علمائے اہلسنت پر بھونکتے ہیں کہ یہ نبی پاک ﷺ کو اپنے جیسا آدمی مانتے ہیں جبکہ احمد رضا تکفیری نے
کافروں سے مخاطب ہونے والی آیت کا ترجمہ خود اس طرح کیا ہے کہ "آدمی ہونے میں تو میں تم جیسا ہوں"
هنالك الكفرون
تنزيل من الرحمن الرحيم
قل انما انا بشر مثلكم
کنز الایمان
ترجمۃ القرآن
حافظ کمپنی

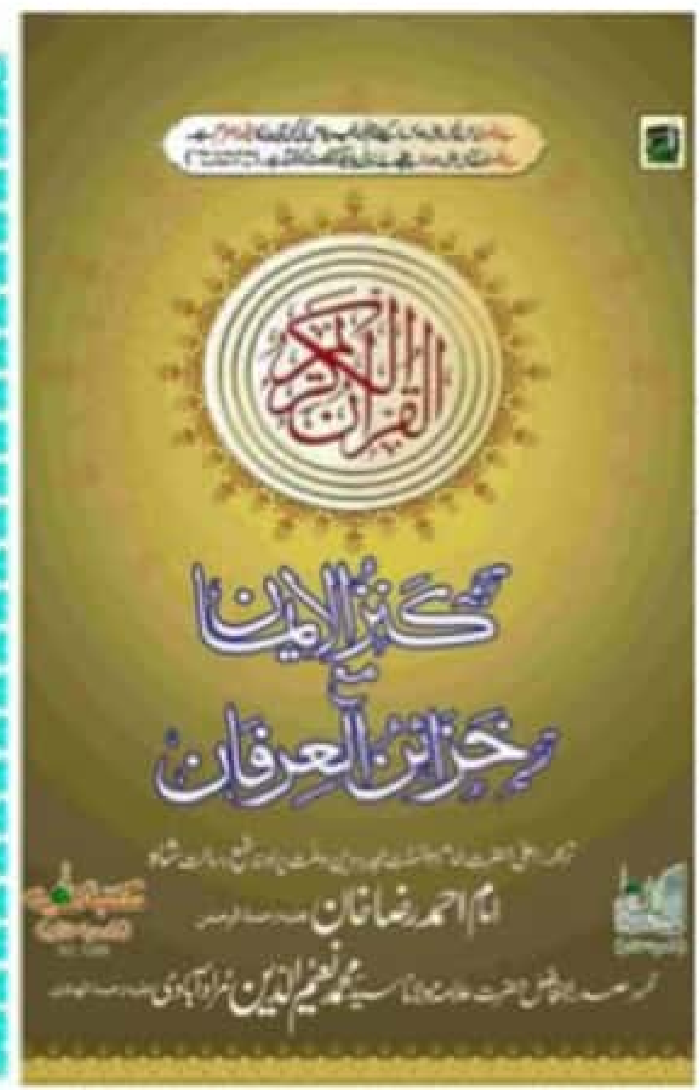
فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًاۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌۙ بِمَا

كَانُوْا یَكْذِبُوْنَ۝ وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِۙ قَالُوْۤا

اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ۝ اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَ لٰكِنْ لَّا

یَشْعُرُوْنَ۝ وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَاۤ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ

كَمَاۤ اٰمَنَ السُّفَهَآءُؕ اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَ لٰكِنْ لَّا یَعْلَمُوْنَ۝





[illegible] شخص ہو کر کامل استاد سے کامل کتاب پڑھی مگر خود نا سمجھ تھا۔ حاصل نہ کر سکا۔

جب یہ چاروں باتیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں متحقق کہ رحمٰن پڑھانے والا جو ان پر کامل مہربان ہے۔ اور قرآن شریف کامل کتاب اور پڑھنے والے کامل تو انسان کہ جس جیسا کامل خدا کی خدائی میں نہیں۔ تو بعد علم بھی کامل ہی ملا ہوا۔ ان چار باتوں کو اس آیت کریمہ میں بیان فرمایا۔

خلق الانسان ○ علمہ البیان اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی دو قدرتیں بیان فرمائیں۔
(۱) ایک انسان کی پیدائش (۲) دوسرے اسے علم سکھانا۔

اس آیت میں انسان اور بیان میں تین احتمال ہیں۔

ایک یہ کہ انسان سے مراد عام انسان ہو۔ اور بیان سے مراد تمام اسماء کا علم۔ دوسرے یہ کہ انسان سے مراد آدم علیہ السلام ہوں۔ اور بیان سے مراد تمام اسماء کا علم۔ تیسرے یہ کہ انسان سے مراد حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہوں۔ اور بیان سے مراد ماکان وما یکون کا علم ہو یہ تینوں تفسیریں روح البیان اور تفسیر صاوی وغیرہ تفاسیر میں مذکور ہیں۔

پہلی تفسیر کی بنا پر اس آیت کا منشاء یہ ہوگا کہ چار عنصر میں خاک عاجز اور کمزور مخلوق ہے کہ اس پر گندگی وغیرہ رہتی ہے۔ سب سے نیچی ہے۔ اس میں سکون ہے۔ اضطراب نہیں اور اس پر گناہ وغیرہ ہوتے ہیں تو چاہئے تو یہ تھا کہ اس ادنیٰ چیز سے ادنیٰ مخلوق پیدا ہوگی۔ مگر ہماری قدرت تو دیکھو ایسی ادنیٰ مخلوق سے اشرف المخلوق حضرت انسان کو پیدا کیا۔ اس پر کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ بنایا۔ اسی سے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا کیا۔ اسی میں ان کا قیام گاہ بنایا۔ جس سے اس کا درجہ عرش سے بڑھ گیا۔

لطیفہ۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ محبوب کی یاد بڑی اعلیٰ نعمت ہے۔ مولانا فرماتے ہیں:

(محو کار انبیاء و اولیاء است
ماجرای محب [illegible] خدا است)

معلمِ تقریر

مصنف

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی

ناشر

مکتبہ اسلامیہ

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۢ ۙ بِمَا

ان کے دلوں میں بیماری ہے ف۱۵ تو اللہ نے ان کی بیماری اور بڑھائی اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے بدلہ

كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝١٠ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ ۙ قَالُوْٓا

ان کے جھوٹ کا ف۱۶ اور جو ان سے کہا جائے زمین میں فساد نہ کرو ف۱۷ تو کہتے ہیں

اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ۝١١ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا

ہم تو سنوارنے والے ہیں سنتا ہے وہی فسادی ہیں مگر انہیں

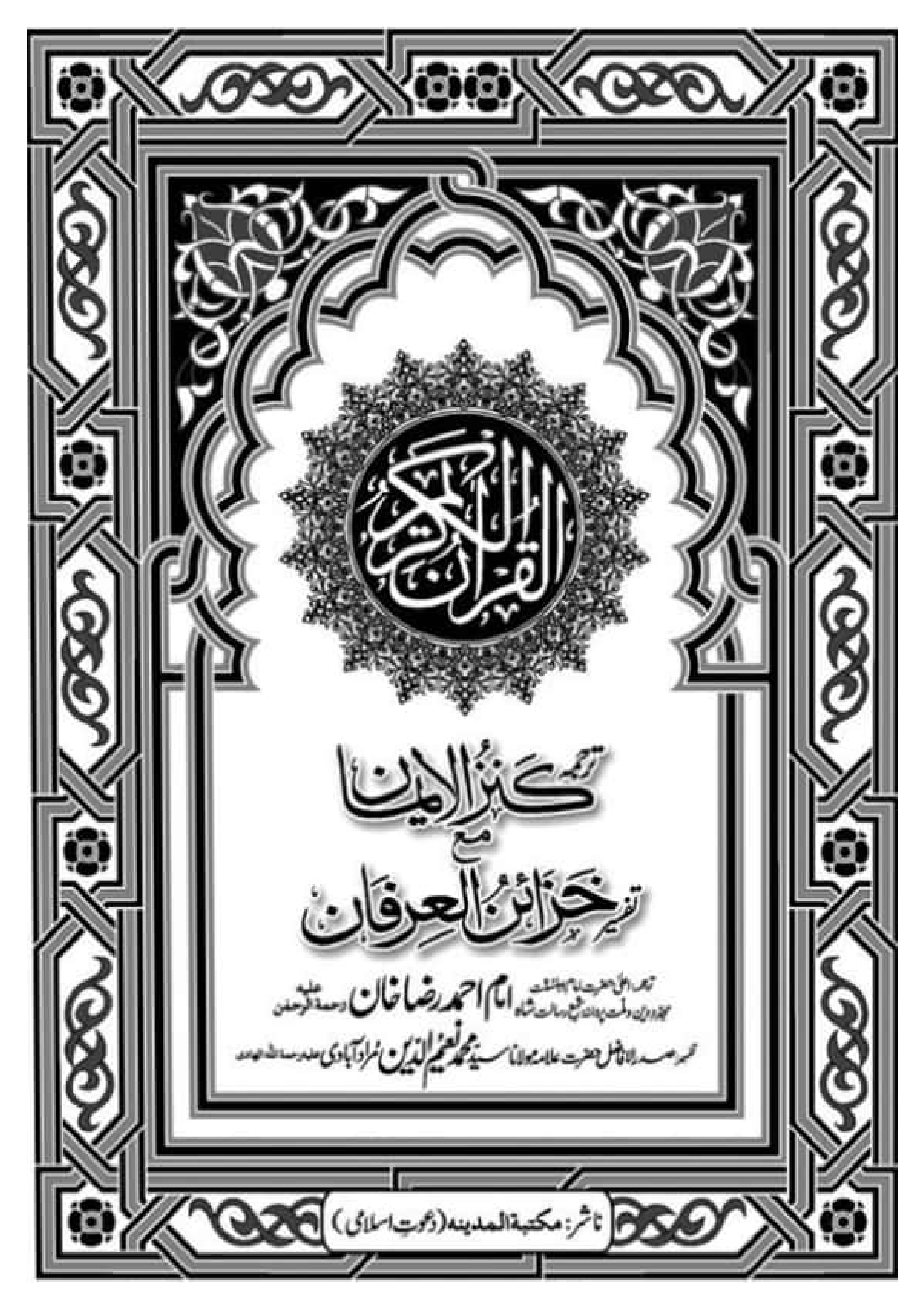
يَشْعُرُوْنَ ۝١٢ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ

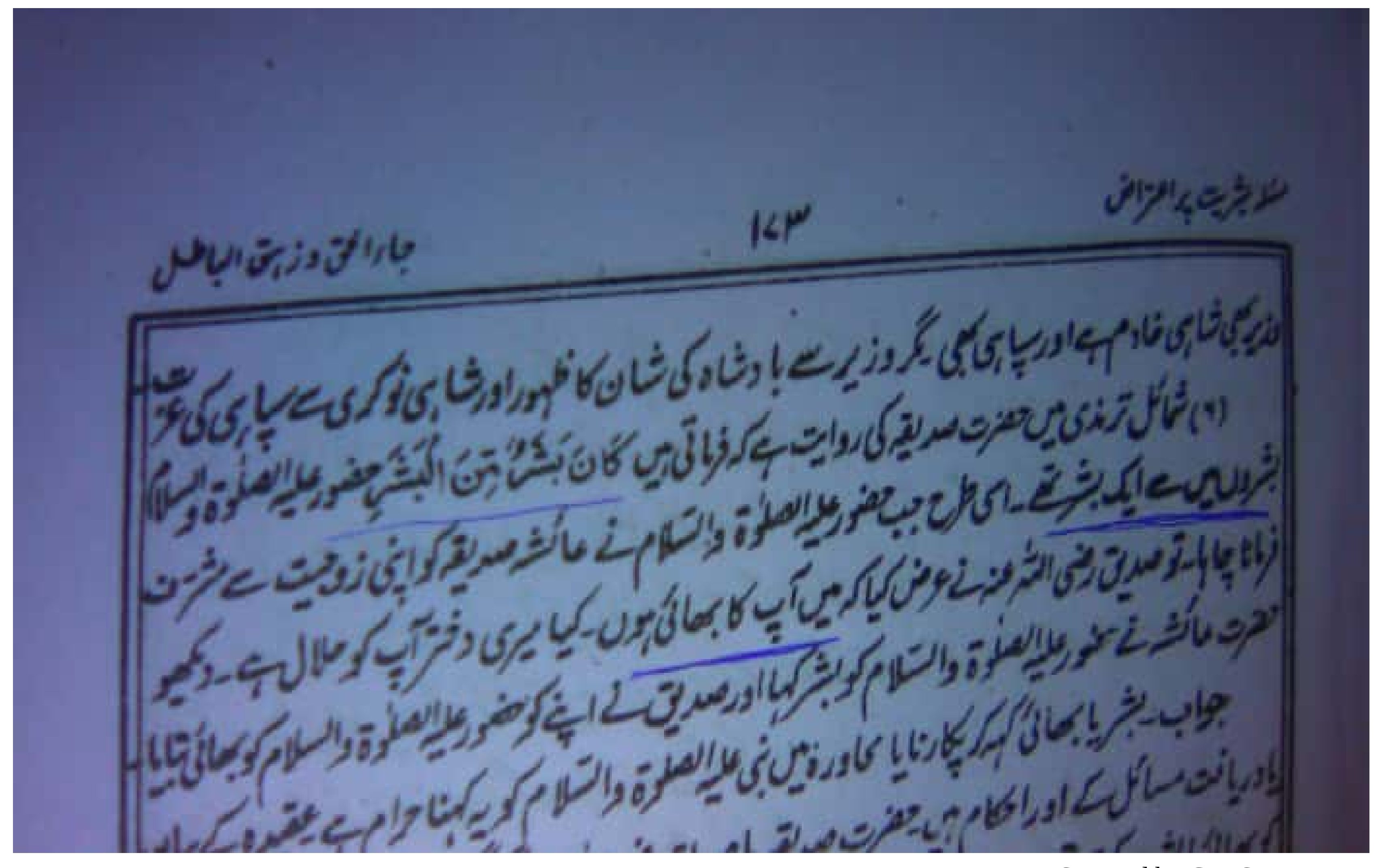
شعور نہیں اور جب ان سے کہا جائے ایمان لاؤ جیسے اور لوگ ایمان لائے ہیں ف۱۸ تو کہیں کیا ہم

كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝١٣

احمقوں کی طرح ایمان لے آئیں ف۱۹ سنتا ہے وہی احمق ہیں مگر جانتے نہیں ف۲۰

انبیاء کرام کے بشر کہنے والوں کو کافر فرمایا گیا، اور درحقیقت انبیاء کی شان میں ایسا لفظ ادب سے دور اور کفار کا دستور ہے۔ بعض مفسرین نے فرمایا "مِنَ النَّاسِ" سامعین کو تعجب دلانے کے لیے فرمایا گیا کہ ایسے فریبی مکار اور ایسے احمق بھی آدمیوں میں ہیں۔ ف۱۴ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ اس کو کوئی دھوکا دے سکے وہ اسرار و خفیات کا جاننے والا ہے۔ مراد یہ ہے کہ منافق اپنے گمان میں خدا کو فریب دینا چاہتے ہیں، یا یہ کہ خدا کو فریب دینا یہی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکا دینا چاہیں کیونکہ وہ اس کے خلیفہ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو اسرار کا علم عطا فرمایا ہے وہ ان منافقین کے چھپے کفر پر مطلع ہیں اور مسلمان ان کے اطلاع دینے سے باخبر، تو ان بے دینوں کا فریب نہ خدا پر چلے نہ رسول پر نہ مومنین پر بلکہ درحقیقت وہ اپنی جانوں کو فریب دے رہے ہیں۔ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ تقیہ بڑا عیب ہے، جس مذہب کی بنا تقیہ پر ہو وہ باطل ہے، تقیہ والے کا حال قابل اعتماد نہیں ہوتا، توبہ نا قابل اطمینان ہوتی ہے اس لیے علماء نے فرمایا "لَا تُقْبَلُ تَوْبَةُ الزِّنْدِيْقِ" (زندیق کی توبہ قبول نہیں ہوتی)۔ ف۱۵ بدعقیدگی کو قلبی مرض فرمایا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بدعقیدگی روحانی زندگی کے لیے جاہ کن ہے۔ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ جھوٹ حرام ہے اس پر عذاب الیم مرتب ہوتا ہے۔ ف۱۶ مسئلہ: کفار سے میل جول، ان کی خاطر دین میں مداہنت (باوجود قدرت انہیں باطل سے نہ روکنا) اور اہل باطل کے ساتھ تملق و چاپلوسی اور ان کی خوشی کے لیے صلح کل بن جانا اور اظہار حق سے باز رہنا شان منافق اور حرام ہے، اسی کو منافقین کا فساد فرمایا گیا۔ آج کل بہت لوگوں نے یہ شیوہ کر لیا ہے کہ جس جلسہ میں گئے ویسے ہی ہو گئے اسلام میں اس کی ممانعت ہے، ظاہر و باطن کا یکساں نہ ہونا بڑا عیب ہے۔ ف۱۷ یہاں "اَلنَّاسُ" سے یا صحابہ کرام مراد ہیں یا مومنین کیونکہ خدا شناسی، فرمانبرداری و عاقبت اندیشی کی بدولت وہی انسان کہلانے کے مستحق ہیں۔ مسئلہ: "اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ" (ایمان لاؤ جیسے اور لوگ ایمان لائے ہیں) سے ثابت ہوا کہ صالحین کا اتباع محمود و مطلوب ہے۔ مسئلہ: یہ بھی ثابت ہوا کہ مذہب اہل سنت حق ہے کیونکہ اس میں صالحین کا اتباع ہے۔ مسئلہ: باقی تمام فرقے صالحین سے منحرف ہیں لہٰذا گمراہ ہیں۔ مسئلہ: بعض علماء نے اس آیت کو "زندیق" کی توبہ مقبول ہونے کی دلیل قرار دیا ہے۔ (بیضاوی) "زندیق" وہ ہے جو نبوت کا مقر (اقرار کرتا) ہو، شعائر اسلام کا اظہار کرے اور باطن میں ایسے عقیدے رکھے جو بالاتفاق کفر ہوں یہ بھی منافقوں میں داخل ہے۔
ف۱۸ اس سے معلوم ہوا کہ صالحین کو برا کہنا اہل باطل کا قدیم طریقہ ہے، آج کل کے باطل فرقے بھی پچھلے بزرگوں کو برا کہتے ہیں روافض خلفائے راشدین اور بہت سے صحابہ کو، خوارج حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے رفقاء کو، غیر مقلد ائمہ مجتہدین بالخصوص امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو، وہابیہ بکثرت اولیاء و مقبولان بارگاہ کو، مرزائی انبیاء سابقین تک کو، قرآنی (چکڑالوی) صحابہ و محدثین کو، نیچری تمام اکابر دین کو برا کہتے اور زبان طعن دراز کرتے ہیں، اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ سب گمراہی میں ہیں۔ اس میں دیندار عالموں کے لیے تسلی ہے کہ وہ گمراہوں کی بدزبانیوں سے بہت رنجیدہ نہ ہوں سمجھ لیں کہ یہ اہل باطل کا قدیم دستور ہے۔ (مدارک)
ف۱۹ منافقین کی یہ بدزبانی مسلمانوں کے سامنے نہ تھی ان سے تو وہ یہی کہتے تھے کہ ہم باخلاص مومن ہیں جیسا کہ اگلی آیت میں ہے "اِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا"


القرآن الکریم
ترجمہ کنز الایمان
مع
تفسیر خزائن العرفان
امام احمد رضا خان
سید محمد نعیم الدین مرادآبادی
ناشر: مکتبۃ المدینہ (دعوتِ اسلامی)



وزیر بھی شاہی خادم ہے اور سپاہی بھی۔ مگر وزیر سے بادشاہ کی شان کا ظہور اور شاہی نوکری سے سپاہی کی عزت

(۲) شمائل ترمذی میں حضرت صدیقہ کی روایت ہے کہ فرماتی ہیں کَانَ بَشَرًا مِّنَ الْبَشَرِ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بشروں میں سے ایک بشر تھے۔ اسی طرح جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عائشہ صدیقہ کو اپنی زوجیت سے مشرف فرمانا چاہا۔ تو صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں آپ کا بھائی ہوں۔ کیا میری دختر آپ کو حلال ہے۔ دیکھو حضرت عائشہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بشر کہا اور صدیق نے اپنے کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھائی بتایا

جواب۔ بشر یا بھائی کہہ کر پکارنا یا محاورہ میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ کہنا حرام ہے۔ عقیدہ کے یا دریافت مسائل کے اور احکام ہیں۔

سے پہلے یہ دروازہ کھلا ہوا ہے۔ لیکن حضور کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ جس کے لئے چاہیں اس کی زندگی ہی میں توبہ کا دروازہ بند کر دیں کہ وہ توبہ کرے اور قبول نہ ہو جس کے لئے چاہیں بعد موت بھی دروازہ کھول دیں اور اس کو زندہ فرما کر مسلمان کر دیں۔

دیکھو اپنے والدین ماجدین کو ان کے انتقال کے بعد زندہ فرما کر اسلام سے مشرف فرما دیا جس کا ثبوت پہلے گزر چکا اور اس کی تحقیق حضرت امام جلال الدین سیوطی اور علامہ شامی نے خوب فرمائی ہے۔ اور ثعلبہ ابن حاطب نے ایک بار زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تا گوار خاطر ہوا۔ پھر ثعلبہ زکوٰۃ لے کر عاجزی کرتا ہوا حاضر ہوا۔ مگر منظور نہ ہوئی پھر حضرت صدیق اکبر کے زمانہ خلافت میں زکوٰۃ لایا مگر وہاں بھی نامنظور ہوئی پھر زمانہ فاروقی

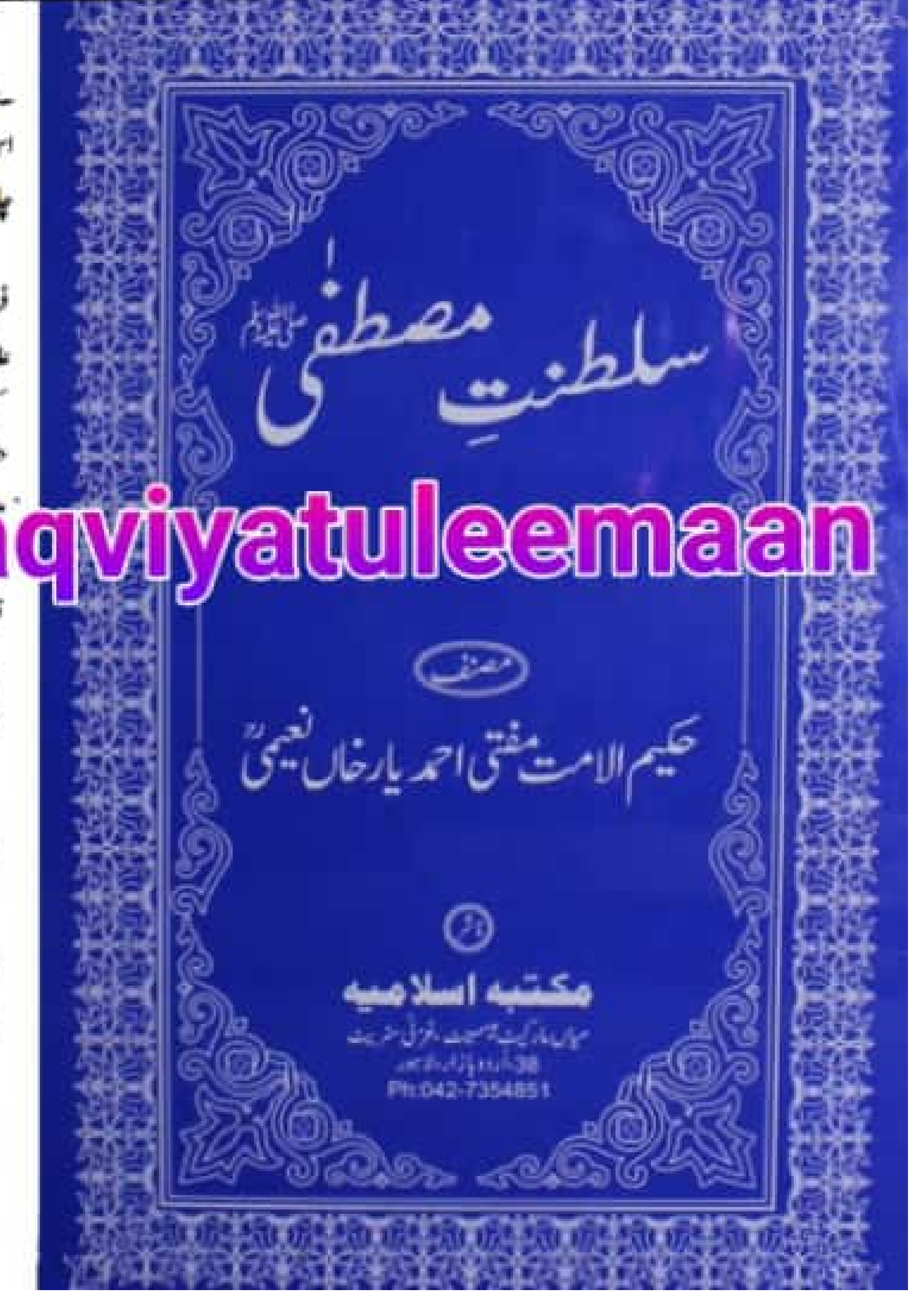
قبول کریں۔ اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

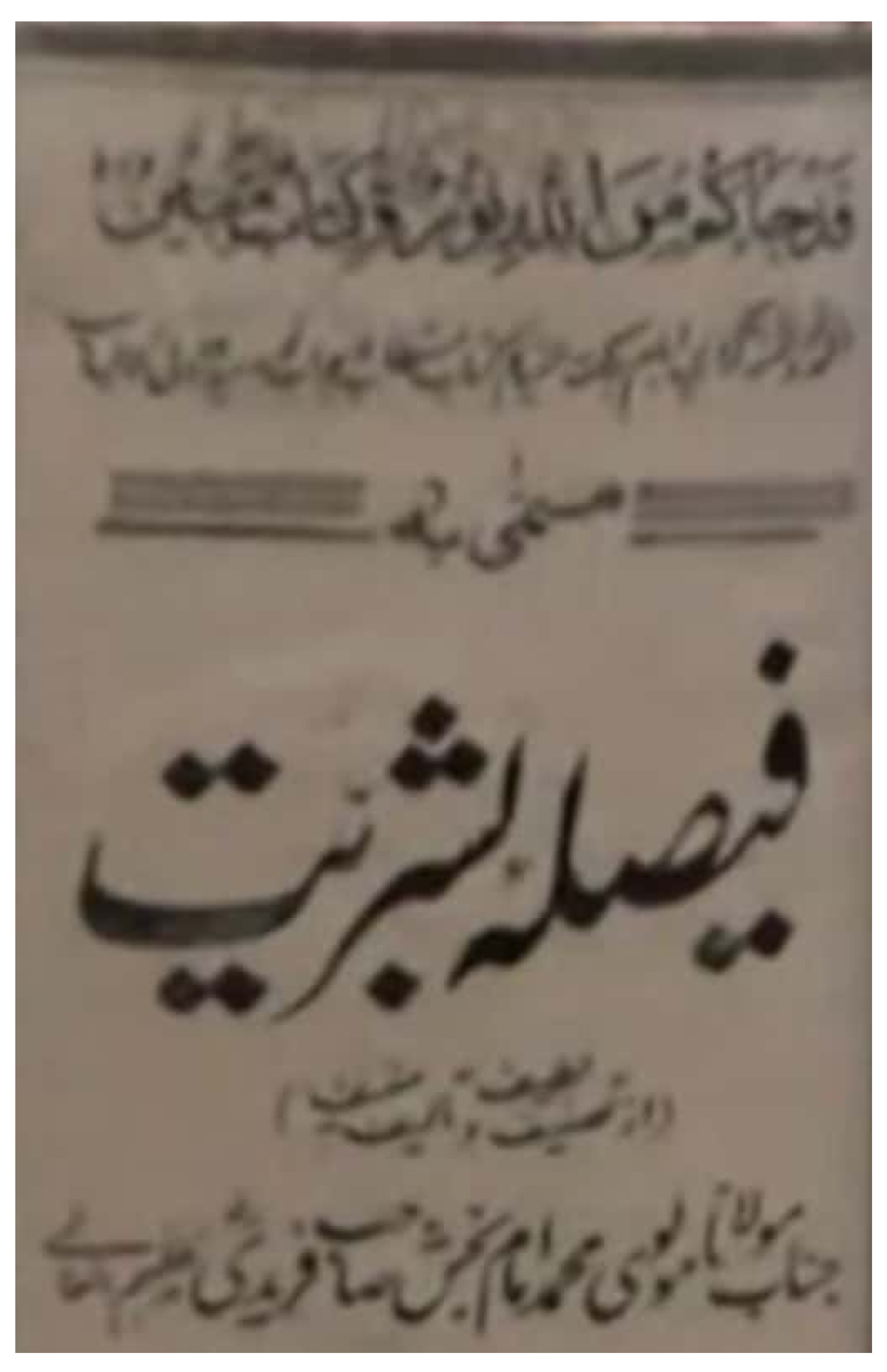
وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۔ دیکھو تفسیر کبیر اور روح البیان اسی آیت کی تفسیر

غور کرو ابھی ثعلبہ زندہ تھا۔ ظاہر میں اس کے لئے توبہ کا دروازہ بند نہ ہوا تھا چاہئے تھا کہ اس کی توبہ قبول ہو جاتی۔ مگر چونکہ مصطفےٰ کے ہاتھوں نے اس کا دروازہ بند کر دیا تو بند ہی رہا۔ اختیار مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ حلیم کے غضب سے خدا کی پناہ۔

(۳) دستور یہ ہے کہ اپنی چیز کا اپنا پیارا مالک ہوتا ہے کیونکہ محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا اور حضور تو رب کے ایسے پیارے ہیں کہ جو ان کی غلامی کرلے۔ وہ بھی اللہ کا محبوب ہو جاتا ہے۔ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ لہٰذا رب کی ہر چیز محبوب کی ہے۔ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی۔

(۴) حضور علیہ السلام پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ دیکھو شامی کتاب زکوٰۃ۔ کیوں فرض نہیں۔ اس کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ چونکہ تمام عالم کے مسلمان مرد اور عورتیں حضور کے لونڈی غلام ہیں اور اپنے غلام اور لونڈی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے لہٰذا حضور کسی





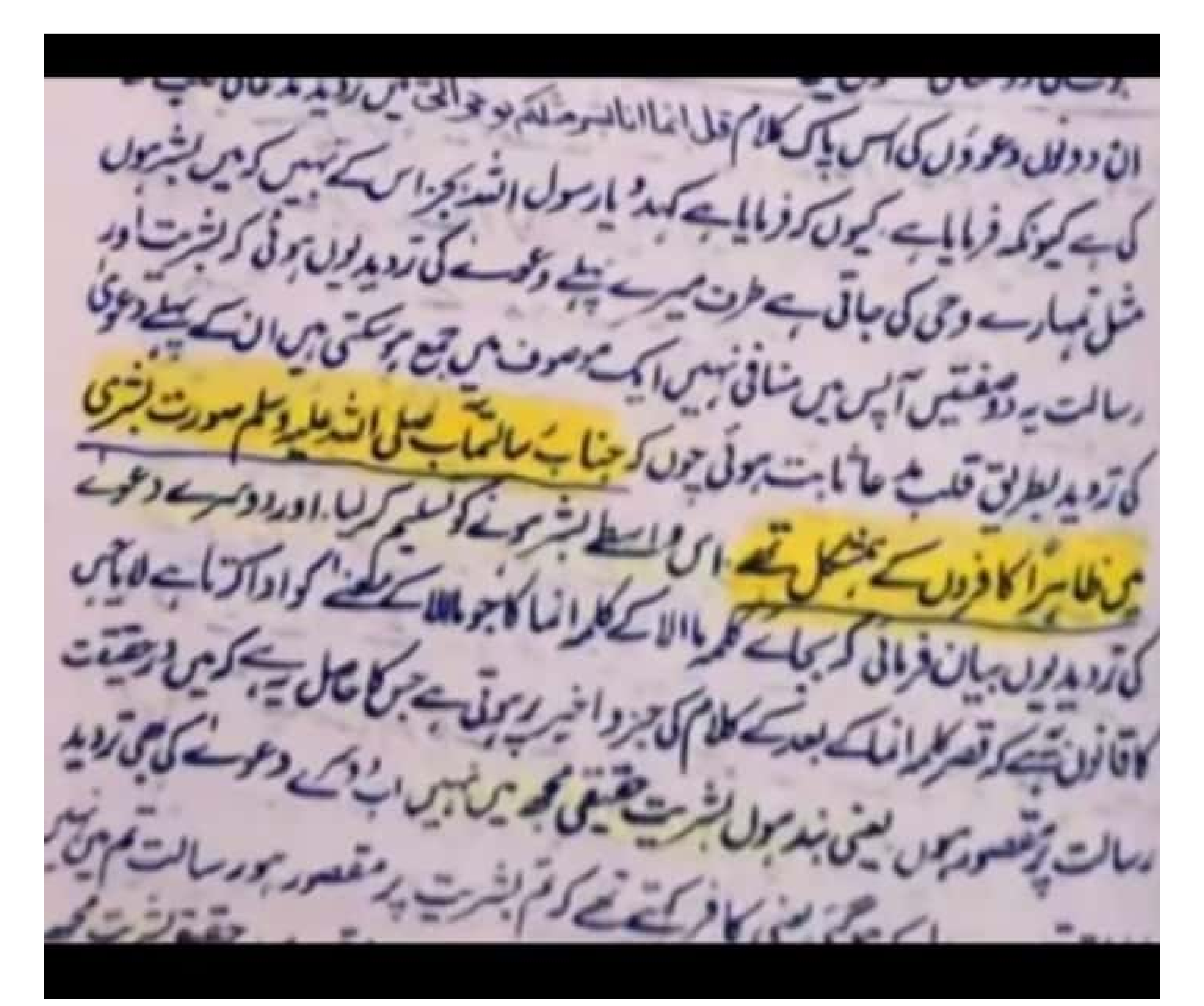
فقد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین

مسمّٰی بہ

فیصلہ بشریت

(از تصنیف لطیف و تالیف شریف)

جناب مولانا مولوی محمد امام بخش صاحب فریدی



بات کی تردید ... میں تردید مذکور ...

قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الیّ میں تردید

ان دونوں دعووں کی اس پاک کلام ... اس کے نہیں کہ میں بشر ہوں

کی ہے کیونکہ فرمایا ہے۔ کیوں کر فرمایا ہے کہدو یا رسول اللہ بجز اس کے نہیں کہ میں بشر ہوں

پہلے دعوے کی تردید یوں ہوئی کہ بشریت اور

مثل تمہارے وحی کی جاتی ہے طرف میرے

ایک موصوف میں جمع ہو سکتی ہیں ان کے پہلے دعوی

رسالت یہ دو صفتیں آپس میں منافی نہیں

کی تردید بطریق قلب ... ثابت ہوئی جوں کہ جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم صورت بشری

میں ظاہرا کافروں کے متخیل تھے اس واسطے بشر ہونے کو تسلیم کر لیا۔ اور دوسرے دعوے

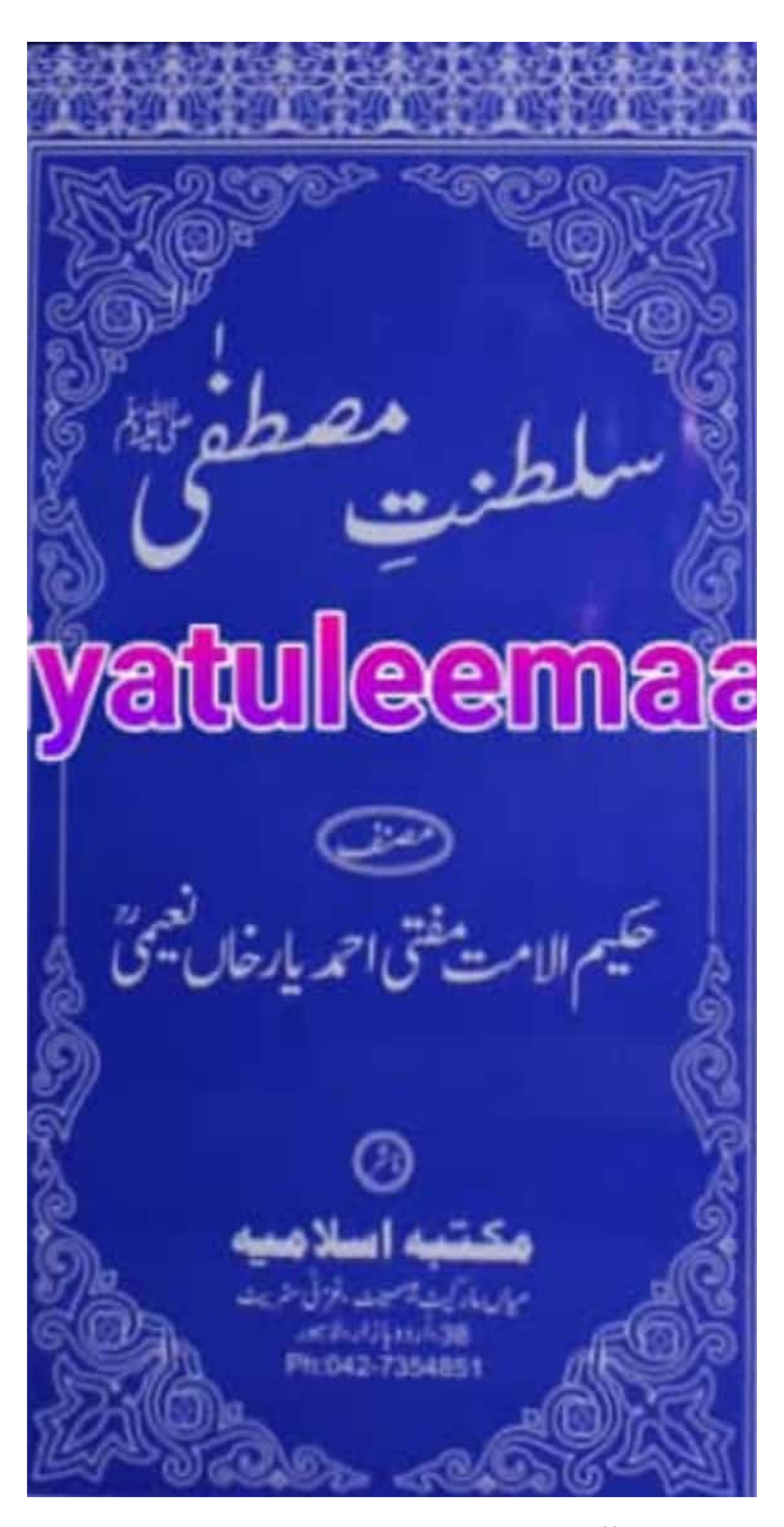
کی تردید یوں بیان فرمائی کہ بجائے کلمہ بالا کے کلمہ انما کا جو اللہ کے رکھنے کو ادا کرتا ہے لایا جب

کا قانون یہ ہے کہ قصر کلمہ انما کے بعد کے کلام کی جزو اخیر پر ہوتی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ میں درحقیقت

رسالت پر مقصور ہوں یعنی بندہ رسول بشریت حقیقی مجھ میں نہیں اب دوسرے دعوے کی بھی تردید

... یعنی کافر کہتے تھے کہ تم بشریت پر مقصور ہو رسالت تم میں نہیں

... حقیقت بشریت مجھ ...


سلطنتِ مصطفیٰ ﷺ
yatuleemaa
مصنف
حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی
مکتبہ اسلامیہ
Ph:042-7354851

سے پہلے یہ دروازہ کھلا ہوا ہے۔ لیکن حضور کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ جس کے لئے چاہیں اس کی زندگی ہی میں توبہ کا دروازہ بند کردیں کہ وہ توبہ کرے اور قبول نہ ہو جس کے لئے چاہیں بعد موت بھی دروازہ کھول دیں اور اس کو زندہ فرما کر مسلمان کردیں۔

دیکھو اپنے والدین ماجدین کو ان کے انتقال کے بعد زندہ فرما کر اسلام سے مشرف فرما دیا جس کا ثبوت پہلے گزر چکا اور اس کی تحقیق حضرت امام جلال الدین سیوطی اور علامہ شامی نے خوب فرمائی ہے۔ اور ثعلبہ ابن حاطب نے ایک بار زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تاگوار خاطر ہوا۔ پھر ثعلبہ زکوٰۃ لے کر عاجزی کرتا ہوا حاضر ہوا۔ مگر منظور نہ ہوئی پھر حضرت صدیق اکبر کے زمانہ خلافت میں زکوٰۃ لایا مگر وہاں بھی نامنظور ہوئی پھر زمانہ فاروقی [illegible]

[illegible]

قبول کرلیں۔ اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ دیکھو تفسیر کبیر اور روح البیان اسی آیت کی تفسیر

غور کرو ابھی ثعلبہ زندہ تھا۔ ظاہر میں اس کے لئے توبہ کا دروازہ بند نہ ہوا تھا چاہئے تھا کہ اس کی توبہ قبول ہو جاتی۔ مگر چونکہ مصطفےٰ کے ہاتھوں نے اس کا دروازہ بند کردیا تو بند ہی رہا۔ اختیار مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ حلیم کے غضب سے خدا کی پناہ۔

(۳) دستور یہ ہے کہ اپنی چیز کا اپنا پیارا مالک ہوتا ہے کیونکہ محبوب و محب میں تیرا میرا نہیں اور حضور تو رب کے ایسے پیارے ہیں کہ جو ان کی غلامی کرلے۔ وہ بھی اللہ کا محبوب ہو جاتا ہے۔ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ اللہ لہٰذا رب کی ہر چیز محبوب کی ہے۔ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ○

(۴) حضور علیہ السلام پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ دیکھو شامی کتاب زکوٰۃ۔ کیوں فرض نہیں۔ اس کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ چونکہ تمام عالم کے مسلمان مرد اور عورتیں حضور کے لونڈی غلام ہیں اور اپنے غلام اور لونڈی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے لہٰذا حضور کسی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے [illegible]

پیاس بجھائے نہ چاہے تو لاکھ آنکھیں ہوں دن کو پہاڑ نہ سوجھے کروڑ آگیں ہوں ایک تنکے پر داغ نہ آئے کس قہر کی تھی جس میں ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو کافروں نے ڈالا کوئی پاس نہ جا سکتا تھا گوپھن میں رکھکر پھینکا جب آگ کے مقابل پہنچے جبریل امین علیہ الصلاۃ والتسلیم حاضر ہوئے اور عرض کی ابراہیم کچھ حاجت ہے۔ فرمایا ہے۔ مگر نہ تم سے۔ عرض کی پھر اُسی سے کہیے جس سے حاجت ہے فرمایا عِلْمُهٗ بِحَالِیْ کَفَانِیْ عَنْ سُؤَالِیْ اظہار احتیاج خود آنجا چہ حاجت ست ارشاد ہوا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰۤی اِبْرٰهِیْمَ اے آگ ٹھنڈی اور سلامتی ہو جا ابراہیم پر اس ارشاد کو سن کر روئے زمین پر جتنی آگیں تھیں سب ٹھنڈی ہو گئیں کہ شاید مجھی سے فرمایا جاتا ہو اور یہ تو ایسی ٹھنڈی ہوئی کہ علما فرماتے ہیں کہ اگر اُس کے ساتھ وَسَلٰمًا کا لفظ نہ فرمایا جاتا کہ ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی ہو جا تو اتنی ٹھنڈی ہو جاتی ہےکہ اُس کی ٹھنڈک ایذا دیتی۔

عقائد متعلقۂ نبوت

مسلمان کے لیے جس طرح ذات وصفات کا جاننا ضروری ہے کہ کسی ضروری کا انکار یا محال کا اثبات اُسے کافر کردے اسی طرح یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ نبی کے لیے کیا جائز ہے اور کیا واجب اور کیا محال کہ واجب کا انکار اور محال کا اقرار موجب کفر ہے اور بہت ممکن ہے کہ آدمی نادانی سے خلاف عقیدہ رکھے یا خلاف بات زبان سے نکلے اور ہلاک ہو جائے **عقیدہ** نبی اُس بشر کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لیے وحی بھیجی ہو اور رسول بشر ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ملٰئکہ میں بھی رسول ہیں **عقیدہ** انبیا سب بشر تھے اور مرد نہ کوئی جن نبی ہوا نہ عورت **عقیدہ** اللہ عزوجل پر نبی کا بھیجنا واجب نہیں اُس نے اپنے فضل وکرم سے لوگوں کی ہدایت کے لیے انبیا بھیجے **عقیدہ** نبی ہونے کے لیے اُس پر وحی ہونا ضروری ہے خواہ فرشتہ کی معرفت ہو یا بلا واسطہ **عقیدہ** بہت سے نبیوں پر اللہ تعالےٰ نے صحیفے اور آسمانی کتابیں

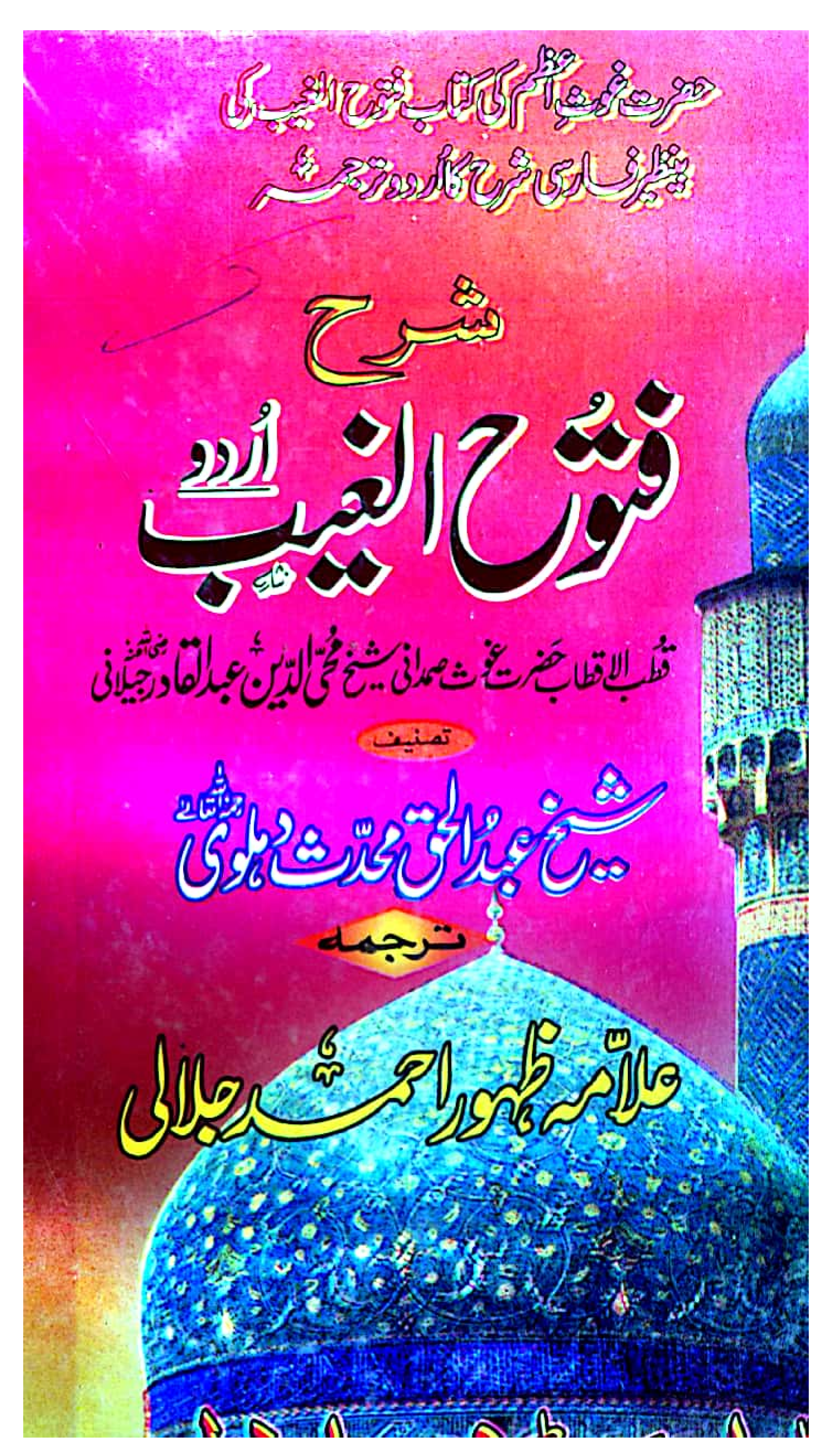
چہرہ پاک کی زیارت کرتے ہی حضور کی حقانیت کی تصدیق کر دی۔ پھر وہ نبی اکیلے نہ آئے
بلکہ ان پر کھلی ہوئی روشنی یعنے قرآن کریم اتارا گیا، قرآن کے ذریعہ حضور کو پہچان لو۔ اور حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے رب تعالےٰ کو جان لو۔ یا اے لوگو! تم میں وہ نبی تشریف
لائے جو علماء کے لئے برہان ہیں، اور بے علم لوگوں کے لئے نور ہیں۔ اہل علم تو علمی دلائل سے
ان کے احوال میں غور کریں جتنا غور کریں گے اتنا ان کا یقین بڑھے گا۔ اور عام لوگ ان کو
ظاہر ظہور دیکھ کر دل کو تسلی دیں، یا انسان جسے رب تعالیٰ نے عقل دی ہے اس کے لئے
برہان ہیں۔ اور دیگر مخلوقات جو عقل سے خالی ہیں۔ ان کے لئے حضور نور ہیں۔ اسی لئے
حضور کو انسان، جانور، جنات بلکہ زمین و آسمان، چاند، تارے سب ہی پہچانتے ہیں۔
صلی اللہ تعالےٰ علےٰ خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ

مضمون	پارہ	سورۃ	صفحہ
عَلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ	۱۹	النمل	۵۴۶
اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا الخ	۲۲	فاطر	۶۳۴
اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ	۱۹	الشعرآء	۵۴۳
فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ	۱۷	الانبیاء	۴۶۷
مَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا	۳	البقرۃ	۶۷

انبیاءِ کرام کو بشر کہنا طریقۂ کُفّار ہے

مضمون	پارہ	سورۃ	صفحہ
قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ	[illegible]	الحجر	۳۸۱
مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ	[illegible]	المؤمنون	۴۹۸
وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ	۱۸	″	۴۹۸
قَالُوْٓا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا	۲۲	یٰس	۶۳۹
اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا فَكَفَرُوْا	۲۸	التغابن	۸۰۷

ربّ تعالیٰ جھوٹ سے پاک ہے


حضرت غوث اعظم کی کتاب فتوح الغیب کی
بے نظیر فارسی شرح کا اردو ترجمہ
شرح
فتوح الغیب
اردو
قطب الاقطاب حضرت غوث صمدانی شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی
تصنیف
شیخ عبدالحق محدث دہلوی
ترجمہ
علامہ ظہور احمد جلالی

۱۲۔ ولایت ظلِّ نبوّت ہے اور مقام غوث اعظم رضی اللہ عنہ

واضح ہو کہ یہ کلام حضرت خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے خواص میں سے مرتبۂ
جَوَامِعَ الْکَلِمِ "مجھے جامع کلمات عطا کئے گئے ہیں" کی نورانیت کا عکس اور پرتو ہیں۔ ان کلمات میں ہر جملہ جامع، راہ قرب و وصل کے سالکین کے لیے دستور العمل اور قاعدہ کلیہ ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جب ولایت ظلِّ نبوّت ہے تو جو چیز اصل میں موجود ہوگی وہ ظل میں بھی ظاہر ہوگی۔ خصوصاً حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی ولایت کبریٰ جو کہ حضرت سید المرسلین علیہ السلام کی ذاتِ نبوت کا عکسِ تام ہے اور آپ کے آفتابِ کمال کا لازوال نور ہے۔ حضرت غوث اعظم نے جو فرمایا ہے وہ زبانِ نبوت کا کلام ہے جو کہ صدیقین کا منصب و مقام ہے۔

کَلَامُ الْمُلُوْکِ مُلُوْکُ الْکَلَامِ۔ کلامِ امام ۔ امامِ کلام۔

ذرا اس بات کا اندازہ تو کرو کہ جب حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ اپنے باطنی تصرف اور جاہ وجلال کے ساتھ ملک الموت کی پوشیدہ ہستیوں کی موجودگی میں حاضرینِ محفل کے سامنے یہ کلمات ارشاد فرما رہے ہوں گے۔ تو کس قدر ان کے قلوب میں انجذاب و نورانیت پیدا ہو رہی ہوگی اور کتنے مُردہ جسموں میں جان آگئی ہوگی اور دیدارِ الٰہی کے شوق میں کتنے ہی جان فدا کرنے والوں کے جنازے اُٹھائے گئے ہوں گے۔ بلکہ حیاتِ حقیقی کے ساتھ زندہ ہو گئے ہوں گے۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔

ے (۱) اے لفظِ خوشِ تو موج دریائے کمال
عالم ز جواھرِ سخنت مالا مال

ہمارے نبی کریم ﷺ کو ابتداء میں یہ حکم فرمایا گیا کہ ظاہر پر حکم فرمائیں اور اس باطن وحقیقت پر حکم نہ دیں جس کی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر ہے کس طرح کہ اکثر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا معمول تھا۔ اسی بناء پر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ہم تو ظاہر پر حکم دیتے ہیں'' ایک روایت میں اس طرح ہے'' میں تو ظاہری فیصلہ دیتا ہوں باطنی حالات کا خدا عزوجل مالک ہے''۔ اور یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں تو اسی پر فیصلہ دیتا ہوں جیسا کہ میں سنتا ہوں، لہذا میں نے جس کے لئے دوسرے کے حق کا فیصلہ کر دیا تو وہ یہ جان لے کہ وہ آگ کا ٹکڑا ہے''۔ اور یہ کہ حضور پر نور ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: ''جہاں تک تمہارے ظاہر کا تعلق ہے تو وہ ہمارے ذمہ ہے لیکن جو تمہاری باطنی حالت ہے وہ اللہ عزوجل کے ذمہ ہے۔ اور یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ غزوہ تبوک سے رہ جانے والوں کی معذرت قبول فرماتے تھے اور ان

کے باطنی حالات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد فرماتے تھے۔ اور یہ کہ نبی کریم ﷺ نے ایک عورت کے بارے میں فرمایا: ''اگر میں بغیر دلیل وشہادت کے کسی کو سنگسار کرتا تو ضرور اس عورت کو سنگسار کرتا''۔ اور یہ بھی فرمایا کہ'' اگر قرآن نہ ہوتا تو یقیناً میرے لئے اور اس عورت کے لئے کچھ اور ہی معاملہ ہوتا۔ یہ تمام نظائر اور شواہد اس بات کے مظہر ہیں کہ آپ کو دلیل وشہادت یا اعتراف واقرار کے ساتھ ظاہر شریعت پر فیصلہ دینے کا حکم ہوا نہ کہ اس پر جو باطنی امور پر اللہ عزوجل نے آپ کو مطلع فرمایا اور اس کے حقائق آپ پر واضح فرمائے۔ اس کے بعد اللہ

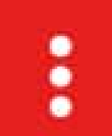
اخبرنی عن اول شیئ خلقه الله تعالیٰ قبل الاشیاء قال یا جابر ان الله تعالیٰ قد خلق قبل الاشیاء نور نبیك من نوره فجعل ذٰلك النور یدور بالقدرة حیث شاء الله تعالیٰ ولم یکن فی ذٰلك الوقت لوح ولا قلم ولا جنة ولا نار ولا ملك ولا سماء ولا ارض ولا شمس ولا قمر ولا جنی ولا انسی فلما اراد الله تعالیٰ ان یخلق الخلق قسم ذٰلك النور اربعة اجزاء فخلق من الجزء الاول القلم ومن الثانی اللوح ومن الثالث العرش ثم قسم الجزء الرابع اربعة اجزاء فخلق من الجزء الاول حملة العرش ومن الثانی الکرسی

میرے ماں باپ حضور پر قربان، مجھے بتا دیجئے کہ سب سے پہلے اللہ عزّوجل نے کیا چیز بنائی، فرمایا، اے جابر! بیشک بالیقین اللہ تعالےٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا، وُہ نور قدرتِ الٰہی سے جہاں خدا نے چاہا دَورہ کرتا رہا۔ اس وقت لوح، قلم، جنّت، دوزخ، فرشتے، آسمان، زمین، سورج، چاند، جن، آدمی کچھ نہ تھا۔ پھر جب اللہ تعالےٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا اس نور کے چار حصّے فرمائے، پہلے سے قلم، دوسرے سے لوح، تیسرے سے عرش بنایا۔ پھر چوتھے کے چار حصّے کئے، پہلے سے فرشتگانِ حاملِ عرش، دوسرے سے کرسی، تیسرے سے باقی ملائکہ پیدا کئے۔ پھر

ومن الثالث باقی الملائکة ثم قسم الرابع اربعة اجزاء فخلق من الاول السمٰوات ومن الثانی الارضین ومن الثالث الجنة و النار ثم قسم الرابع اربعة اجزاء الحدیث بطوله۔

چوتھے کے چار حصّے فرمائے، پہلے سے آسمان، دوسرے سے زمینیں، تیسرے سے بہشت دوزخ بنائے، پھر چوتھے کے چار حصے کئے، الیٰ آخر الحدیث۔





یہ حدیث امام بیہقی نے بھی دلائل النبوۃ میں بوجوہ روایت کی، اجلہ ائمہ دین مثل امام قسطلانی مواہب لدنیہ اور امام ابن حجر مکی افضل القرٰی اور علامہ فاسی مطالع المسرات اور علامہ زرقانی شرح مواہب اور علامہ دیار بکری خمیس اور شیخ محقق دہلوی مدارج وغیرہا[1] میں اس حدیث سے استناد اور اس پر تعویل و اعتماد فرماتے ہیں، بالجملہ وہ تلقی امت بالقبول کا منصب جلیل پائے ہوئے ہے تو بلاشبہہ حدیث حسن صالح مقبول معتمد ہے۔ تلقی علماء بالقبول وہ شے عظیم ہے جس کے بعد ملاحظہ سند کی حاجت نہیں رہتی بلکہ سند ضعیف بھی ہو تو حرج نہیں کرتی، کما بیّنّاہ فی "منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین" (جیسا کہ ہم نے اپنے رسالہ "منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین" میں اس کو بیان کیا ہے۔ ت)

لاجرم علامہ محقق عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں،

قد خلق کل شیئ من نورہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کما ورد بہ الحدیث الصحیح۔[2]

بے شک ہر چیز نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نور سے بنی، جیسا کہ حدیث صحیح اس معنی میں وارد ہوئی۔

---

[1] المواہب اللدنیۃ — المقصد الاول — المکتب الاسلامی بیروت — ۱/۱ و ۴۲
شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ — " — دارالمعرفۃ — ۱/۴۶ و ۴۷
تاریخ الخمیس — مطلب اللوح والقلم — مؤسسۃ شعبان — ۱/۱۹ و ۲۰
مطالع المسرات — الحزب الثانی — مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد — ص ۲۲۱
مدارج النبوۃ — قسم دوم باب اول — " " " — ۲/۲

[2] الحدیقۃ الندیۃ — المبحث الثانی — " " " — ۲/۳۷۵

قد قال الاشعری انہ تعالٰی نور لیس کالانوار والروح النبویۃ القدسیۃ لمعۃ من نورہ والملائکۃ شرر تلک الانوار وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اول ما خلق اللہ نوری ومن نوری خلق کل شیئ وغیرہ مما فی معناہ۔[1]

یعنی امام اجل امام اہلسنت سیدنا ابوالحسن اشعری قدس سرہ (جن کی طرف نسبت کرکے اہل سنت کو اشاعرہ کہا جاتا ہے) ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نور ہے نہ اور نوروں کی مانند اور نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی روح پاک اسی نور کی تابش ہے اور ملائکہ ان نوروں کے ایک پھول ہیں، اور رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں سب سے پہلے اللہ تعالٰی نے میرا نور بنایا اور میرے ہی نور سے ہر چیز پیدا فرمائی۔ اور اس کے سوا اور حدیثیں ہیں جو اسی مضمون میں وارد ہیں۔ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم

مسئلہ ۳۹ از نانڈہ ضلع مراد آباد مرسلہ مولوی الطاف الرحمٰن صاحب پیلیبانوی ۱۴ شعبان ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض مولود شریف میں جو نورِ محمدی کو نورِ خدا سے پیدا ہوا لکھا ہے اس میں زید کہتا ہے بشرطِ صحت یہ متشابہ کے حکم میں ہے اور عمرو کہتا ہے یہ انفکاکِ ذات سے ہوا ہے۔

بکر کہتا ہے کہ یہ مثل شمع سے شمع روشن کرلینے کے ہوا ہے۔

اور خالد کہتا ہے متشابہات میں مذہبِ اسلم رکھتا ہوں اور سالم کو برا نہیں جانتا، اس میں چون وچرا بیجا ہے۔ بیّنوا توجروا (بیان کرو اجر پاؤ گے۔ ت)

---

[1] مطالع المسرات الحزب الثانی مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۲۶۵

صلاۃ الصفاء فی نور المصطفیٰ

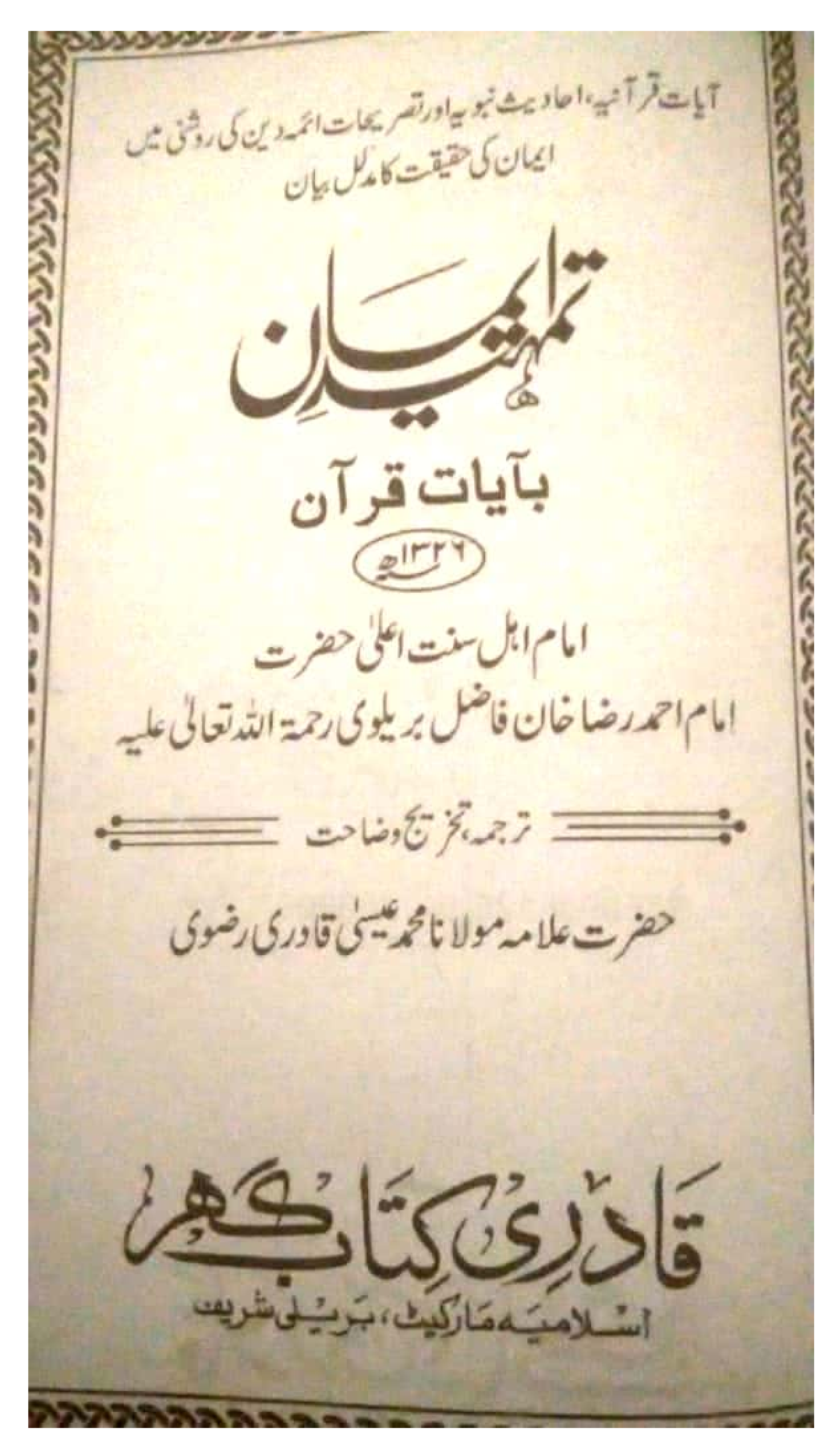
۱۳۲۹ھ

نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان میں صفائی باطن کے انعامات

تصنیف لطیف:

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا علیہ الرحمہ





آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ اور تصریحات ائمہ دین کی روشنی میں
ایمان کی حقیقت کا مدلل بیان

تمہید ایمان

بآیات قرآن

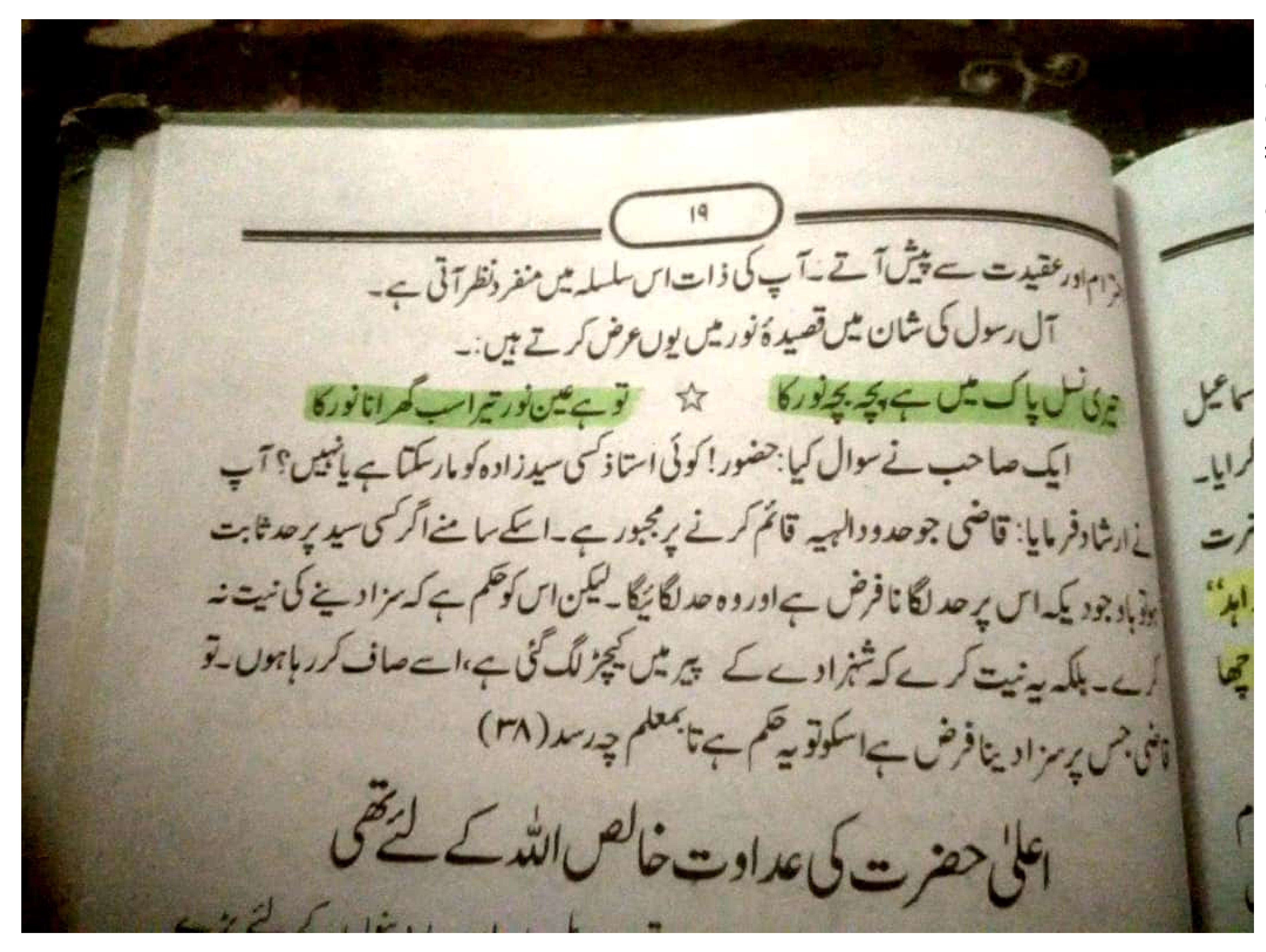
۱۳۲۶ھ

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت
امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ترجمہ، تخریج وضاحت

حضرت علامہ مولانا محمد عیسیٰ قادری رضوی

قادری کتاب گھر
اسلامیہ مارکیٹ، بریلی شریف



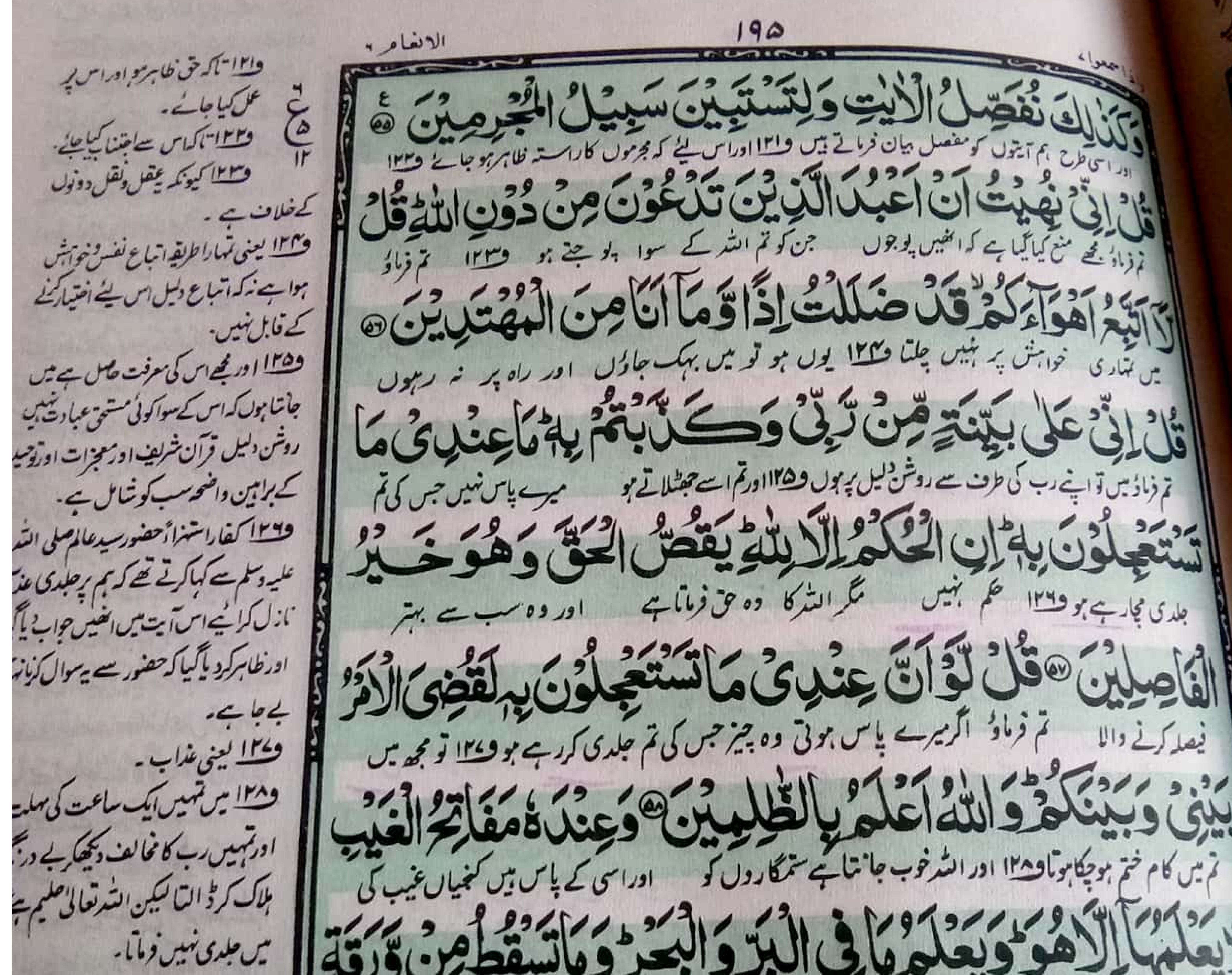
...رام اور عقیدت سے پیش آتے۔ آپ کی ذات اس سلسلہ میں منفرد نظر آتی ہے۔

آل رسول کی شان میں قصیدۂ نور میں یوں عرض کرتے ہیں:۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا ☆ تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

ایک صاحب نے سوال کیا: حضور! کوئی استاذ کسی سیدزادہ کو مار سکتا ہے یا نہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا: قاضی جو حدود الہیہ قائم کرنے پر مجبور ہے۔ اسکے سامنے اگر کسی سید پر حد ثابت ہو تو باوجودیکہ اس پر حد لگانا فرض ہے اور وہ حد لگائیگا۔ لیکن اس کو حکم ہے کہ سزا دینے کی نیت نہ کرے۔ بلکہ یہ نیت کرے کہ شہزادے کے پیر میں کیچڑ لگ گئی ہے، اسے صاف کر رہا ہوں۔ تو قاضی جس پر سزا دینا فرض ہے اسکو تو یہ حکم ہے تا بمعلم چہ رسد (٣٨)

اعلیٰ حضرت کی عداوت خالص اللہ کے لئے تھی



وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٥٥﴾

اور اسی طرح ہم آیتوں کو مفصل بیان فرماتے ہیں و۱۲۱ اور اس لیے کہ مجرموں کا راستہ ظاہر ہو جائے و۱۲۲

قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قُلْ

تم فرماؤ مجھے منع کیا گیا ہے کہ انہیں پوجوں جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو و۱۲۳ تم فرماؤ

لَّاۤ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ ﴿٥٦﴾

میں تمہاری خواہش پر نہیں چلتا و۱۲۴ یوں ہو تو میں بہک جاؤں اور راہ پر نہ رہوں

قُلْ اِنِّیْ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ؕ مَا عِنْدِیْ مَا

تم فرماؤ میں تو اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہوں و۱۲۵ اور تم اسے جھٹلاتے ہو میرے پاس نہیں جس کی تم

تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ یَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَیْرُ

جلدی مچا رہے ہو و۱۲۶ حکم نہیں مگر اللہ کا وہ حق فرماتا ہے اور وہ سب سے بہتر

الْفٰصِلِیْنَ ﴿٥٧﴾ قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِیَ الْاَمْرُ

فیصلہ کرنے والا تم فرماؤ اگر میرے پاس ہوتی وہ چیز جس کی تم جلدی کر رہے ہو و۱۲۷ تو مجھ میں

بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِیْنَ ﴿٥٨﴾ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ

تم میں کام ختم ہو چکا ہوتا و۱۲۸ اور اللہ خوب جانتا ہے ستمگاروں کو اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی

لَا یَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ

ع ۵ / ٦ / ۱۲

و۱۲۱ تاکہ حق ظاہر ہو اور اس پر عمل کیا جائے۔

و۱۲۲ تاکہ اس سے اجتناب کیا جائے۔

و۱۲۳ کیونکہ یہ عقل و نقل دونوں کے خلاف ہے۔

و۱۲۴ یعنی تمہارا طریقہ اتباع نفس و خواہش ہوا ہے نہ کہ اتباع دلیل اس لیے اختیار کرنے کے قابل نہیں۔

و۱۲۵ اور مجھے اس کی معرفت حاصل ہے میں جانتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں روشن دلیل قرآن شریف اور معجزات اور توحید کے براہین واضحہ سب کو شامل ہے۔

و۱۲۶ کفار استہزاءً حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کرتے تھے کہ ہم پر جلدی عذ نازل کرائیے اس آیت میں انہیں جواب دیا گ اور ظاہر کر دیا گیا کہ حضور سے یہ سوال کرنا بے جا ہے۔

و۱۲۷ یعنی عذاب۔

و۱۲۸ میں تمہیں ایک ساعت کی مہلت اور تمہیں رب کا مخالف دیکھ کر بے در ہلاک کر ڈالتا لیکن اللہ تعالیٰ حلیم ہے میں جلدی نہیں فرماتا۔

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

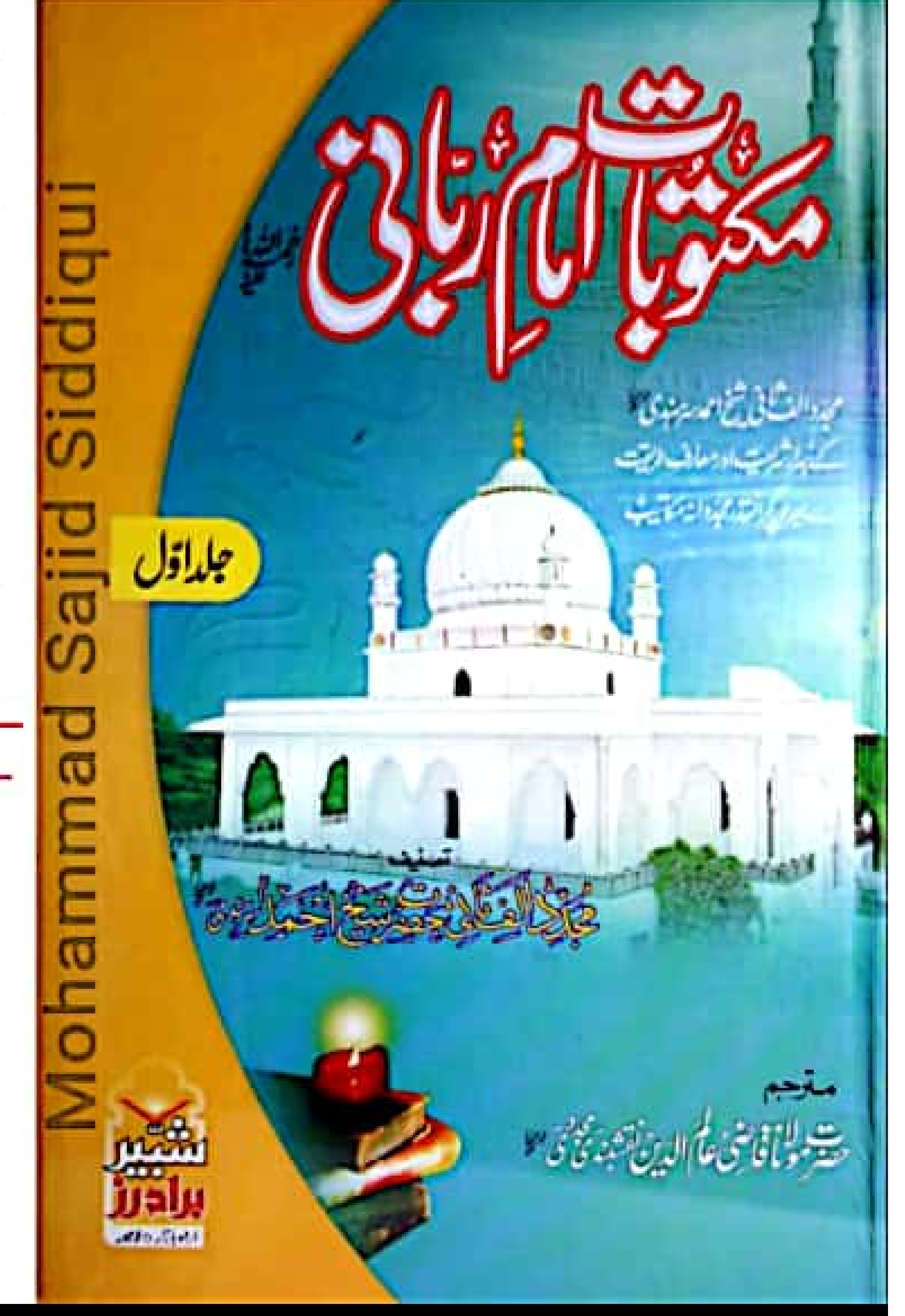
انبیائے علیہم الصلوٰۃ والسلام نفس انسانیت میں عام لوگوں کے ساتھ برابر ہیں اور حقیقت اور ذات میں سب باہم متحد ہیں تفاضل یعنی ایک کا دوسرے سے افضل ہونا صفات کاملہ کے اعتبار سے ہے.

جس میں ویسی روشنی اور اُجلا نہیں ہے زیادہ ہے اور دوسرا شخص کہتا ہے کہ یہ دونوں آئینے برابر ہیں اور ان میں کسی قسم کی زیادت اور نقصان نہیں ہے۔ فرق صرف اُجلا اور نمائندگی میں ہے جو ان دونوں آئینوں کی صفات ہیں۔ پس دوسرے شخص کی نظر صائب ہے اور حقیقت شے تک نافذ ہے اور شخص اول کی نظر کوتاہ ہے اور صفت سے بڑھ کر ذات تک نہیں پہنچتی ہے۔ یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ پ ۲۸ ع ۲ – اللہ تعالیٰ ایمان داروں کو بلند کرتا ہے اور جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے وہ لوگ صاحب درجات بلند ہیں۔

اس تحقیق سے کہ جس کے اظہار کیلئے اللہ تعالیٰ نے اس فقیر کو توفیق بخشی مخالفوں کے وہ سب اعتراض جو انہوں نے ایمان کے کم و بیش نہ ہونے پر کئے ہیں زائل ہو گئے اور عام مومنوں کا ایمان تمام وجوہ میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ایمان کی طرح نہ ہوا کیونکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ایمان جو کامل طور پر تجلی اور نورانی ہے۔ عام مومنوں کے ایمان سے جو مومنوں کے درجوں کے اختلاف کے بموجب بہت سی ظلمتیں اور کدورتیں رکھتا ہے اور اسی طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایمان جو وزن میں اس امت کے ایمان سے زیادہ ہے۔ اُجلا اور نورانیت کے اعتبار سے سمجھنا چاہئے اور زیادت کو صفات کاملہ کی طرف راجع کرنا چاہئے کیا نہیں دیکھتے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نفس انسانیت میں عام لوگوں کے ساتھ برابر ہیں اور حقیقت اور ذات میں سب باہم متحد ہیں۔ تفاضل یعنی ایک کا دوسرے سے افضل ہونا صفات کاملہ کے اعتبار سے ہے اور جس میں یہ صفات کاملہ نہیں ہیں گویا وہ اس نوع سے خارج ہے اور اس نوع کے فضائل اور خواص سے محروم ہے لیکن باوجود اس تفاوت کے نفس انسانیت میں زیادت اور نقصان کا کوئی دخل نہیں اور نہیں کہہ سکتے کہ وہ انسانیت زیادت و نقصان کے قابل ہے۔ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ الْمُلْهِمُ لِلصَّوَابِ۔

اور نیز کہتے ہیں کہ تصدیق ایمانی سے مراد بعض کے نزدیک تصدیق منطقی ہے۔ جو ظن اور یقین کو شامل ہے۔ اس تقدیر پر نفس ایمان میں زیادت اور نقصان کی گنجائش ہے لیکن صحیح یہی ہے کہ اس جگہ تصدیق سے مراد دلی یقین اور اذعان ہے نہ کہ معنی عام جو ظن کو بھی شامل ہیں۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اَنَا مُؤْمِنٌ حَقًّا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اَنَا مُؤْمِنٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تعالیٰ درحقیقت ان میں نزاع لفظی ہے لیکن مذہب اول باعتبار ایمان حال کے ہے اور مذہب ثانی باعتبار ایمان انجام اور عاقبت ہے لیکن صورت استثناء سے کنارہ کرنا بہتر اور مناسب ہے۔ كَمَا لَا يَخْفٰى عَلَى الْمُنْصِفِ جیسا کہ منصف آدمی پر مخفی نہیں ہے۔



پانچویں اس طرح کہ اس آیت میں ہے بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یہ نہیں ہے کہ اِنْسَانٌ مِّثْلُکُمْ۔ بشر کے معنے ہیں ذو بشرہ یعنی ظاہری چہرے مہرہ والا۔ بشرہ کہتے ہیں ظاہر کھال کو۔ تو معنے یہ ہوئے کہ میں ظاہر رنگ و روپ میں تم جیسا معلوم ہوتا ہوں کہ اعضائے بدن دیکھنے میں یکساں معلوم ہوتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے یُوحٰی اِلَیَّ ہم صاحب وحی ہیں۔ یہ گفتگو بھی فقط ظاہری طور پر ہے ورنہ ہمارے ظاہری اعضاء کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعضاء مبارکہ سے کوئی نسبت نہیں۔ قدرت الٰہی تو دیکھو کہ منہ کا لعاب شریف کھاری کنوئیں میں پڑے پانی کو میٹھا کر دے۔ حدیبیہ کے خشک کنوئیں میں پڑ جاوے تو پانی پیدا کر دے حضرت جابر کی ہانڈی میں پڑ کر شوربا اور بوٹیاں بڑھا دے۔ آٹے میں پڑے تو آٹے میں برکت دے۔ صدیق کے پاؤں میں پہنچ کر سانپ کے زہر کو دفع کرے۔ عبداللہ ابن عتیک کے ٹوٹے ہوئے پاؤں میں پہنچ کر ہڈی کو جوڑ دے۔ حضرت علی کی دکھتی ہوئی آنکھ میں لگے تو کحل الجواہر کا کام دے۔ آج ہزار روپیہ کی دوا بھی اس قدر اثر نہیں رکھتی۔ اگر سر پاک سے قدم پاک تک ہر عضو شریف کی برکات دیکھنا ہیں تو ہماری کتاب شانِ حبیب الرحمان کا مطالعہ کرو۔ ہمارے ہر عضو کا سایہ، حضور کے کسی عضو کا سایہ نہیں۔ پسینہ پاک میں مشک و عنبر سے بہتر خوشبو۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

چھٹے اس طرح کہ شیخ عبدالحق مدارج النبوۃ جلد اول باب سوم وصل ازالہ شبہات میں فرماتے ہیں "در حقیقت متشابہات اند علماء آں را معانی لائقہ تاویلات لائقہ کردہ راہ بحق یافتہ اند" یہ آیات حقیقت میں متشابہات ہیں کہ علماء نے ان کے مناسب معانی اور بہتر تاویلیں کر کے حق کی طرف پھیرا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ یا مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ وغیرہ آیات جو بظاہر شانِ خداوندی کے خلاف معلوم ہوتی ہیں وہ متشابہات ہیں۔ اسی طرح اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وغیرہ وہ آیات جو بظاہر شانِ مصطفوی کے خلاف ہیں متشابہات ہیں لہٰذا ان کے ظاہر سے دلیل پکڑنا غلط ہے۔

ساتویں اس طرح کہ روزہ وصال کے بارے میں حضور نے فرمایا اَیُّکُمْ مِثْلِیْ تم میں ہم جیسا کون ہے؟ بیٹھ کر نفل پڑھنے کے بارے میں فرمایا لٰکِنِّیْ لَسْتُ کَاَحَدٍ مِّنْکُمْ لیکن ہم تمہاری طرح نہیں۔ صحابہ کرام نے بہت موقعوں پر فرمایا اَیُّنَا مِثْلُہٗ ہم میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح کون ہے؟ احادیث تو فرما رہی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم جیسے نہیں اور اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہم جیسے ہی ہیں۔ ان میں مطابقت کرنا ضروری ہے۔ وہ اسی طرح ہو سکتی ہے کہ آیت میں تاویل کی جاوے۔

آٹھویں اس طرح کہ تفسیر روح البیان سورۂ مریم میں کٓہٰیٰعٓصٓ کے ماتحت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

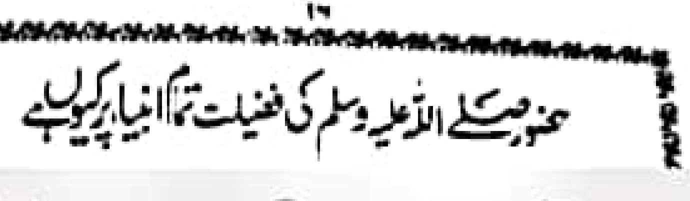
فائدہ۔ اس سے آپ کی فضیلت کا اظہار آدم علیہ السلام کے سامنے ظاہر ہوتا ہے۔ (نشر الطیب ص)

اوّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُورِی

عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھ کو بتلائیے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالٰے نے کون سی چیز پیدا کی؟ آپ نے فرمایا اے جابر اللہ تعالٰے نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے (یعنی اپنے نور کے فیض سے) پیدا کیا پھر وہ نور قدرت الٰہیہ سے جہاں اللہ تعالٰے کو منظور ہوا سیر کرتا رہا اور اس وقت نہ لوح تھی اور نہ بہشت تھی اور نہ دوزخ تھی اور نہ فرشتہ تھا اور نہ آسمان تھا اور نہ زمین تھی اور نہ سورج تھا اور نہ چاند تھا اور نہ جن تھا اور نہ انسان تھا پھر جب اللہ تعالٰے نے اور مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کیے اور ایک حصہ سے قلم پیدا کیا اور دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش آگے طویل حدیث ہے۔

فائدہ۔ اس حدیث سے نور محمدی کا اول الخلق (یعنی سب سے پہلے پیدا ہونا) ثابت ہوا۔ (مصنف عبدالرزاق)

حضرت عرباض بن ساریہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک میں حق تعالٰے کے نزدیک خاتم النبیین اس وقت ہو چکا تھا جب کہ آدم علیہ السلام ابھی اپنے خمیر ہی میں پڑے تھے یعنی ان کا پتلا بھی تیار نہ ہوا تھا [روایت کیا اسکو احمد اور بیہقی اور حاکم نے اور حاکم نے اس کو صحیح الاسناد بھی کہا ہے اور مشکوٰۃ میں شرح السنۃ سے بھی یہ حدیث مذکور ہے۔ نشر الطیب ص، حسن العزیز]



بارہ ربیع الاول اور عید میلاد النبی کی شرعی حیثیت

افادات
حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی

انتخاب و ترتیب
محمد زید مظاہری ندوی
استاذ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

ادارہ افادات اشرفیہ دوبگا، ہردوئی روڈ، لکھنؤ

بندے ہیں ذلک خیال رہے کہ دون کے لغوی معنی ہیں قصر (مفردات راغب) یعنی علیحدگی اور کٹ جانا۔ رب فرماتا ہے۔ [illegible] لہٰذا من دون اللہ وہ ہے جو خدا سے علیحدہ ہو کٹا ہوا ہو یعنی بے تعلق پھر من دون اللہ دو قسم کے ہیں۔ واقعی اور کفار کے عقیدے میں واقعی من دون اللہ تو بت وغیرہ ہیں۔ دوسرے من دون اللہ۔

(بقیہ صفحہ ۴۸۴) وہ نبی ولی جن میں کفار نے خدائی مان کر رب سے بے تعلق مان لیا۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام عیسائیوں کے عقیدے میں۔ لہٰذا یہ انبیاء ان کے عقیدے میں تو من دون اللہ ہیں مگر واقع میں اولیاء اللہ۔ اسی لئے رب نے انبیاء کے اختیار کا ذکر فرماتے ہوئے فرمایا بِاِذْنِیْ بِاِذْنِ اللہِ نبی کو رب کا بندہ اور اس سے متعلق مانو تو وہ سب کچھ کر سکتے ہیں۔ اور رب سے بے تعلق ہو کر کچھ نہیں کر سکتے۔ بجلی کا تار پاور ہاؤس سے متعلق ہو کر سب کچھ کر سکتا ہے اس سے کٹ کر کچھ نہیں کر سکتا۔ رب فرماتا ہے۔ [illegible] نیز فرماتا ہے۔ [illegible] اور فرماتا ہے [illegible] اور فرماتا ہے [illegible] ان سب آیات میں دون بمعنی علیحدہ اور دور ہے۔

۱۔ قرآن کریم میں اکثر من دون اللہ مردود ان بارگاہ الٰہی پر بولا جاتا ہے۔ اولیاء اللہ خدا کے پیارے ہیں اولیاء من دون اللہ وہ بت اور دشمنان خدا ہیں جنہیں مشرکین نے معبود بنا رکھا تھا۔ رب فرماتا ہے۔ [illegible] نیز فرماتا ہے۔ [illegible] ان سب آیتوں میں بت ہی مراد ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ [illegible] اور فرماتا ہے۔ [illegible] یہاں دون سے مراد مقابل ہے۔ اولیاء اللہ اور انبیاء کرام کو اس آیت سے کوئی نسبت نہیں۔ یا آیت کا مقصد یہ ہے کہ مجھے ناراض کر کے میرے نبیوں کو دوست بنانے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ میرے نبیوں ولیوں کو معبود بناتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت کرنی کفر ہے۔ خواہ نبی ولی کی پوجا کی جاوے۔ یا بتوں کی معبود صرف رب تعالیٰ ہی ہے کافروں کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ بدکار سے زیادہ بدنصیب وہ نیک کار ہے جو سخت مشقت اٹھا کر نیکیاں کرے مگر اس کی کوئی نیکی اس کے کام نہ آوے۔ وہ دھوکے میں رہے کہ میں نیک کار ہوں۔ خدا کی پناہ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر کی نیکیاں برباد ہیں۔ اور کفر نیکی برباد کر دیتا ہے۔ لہٰذا حضور کی توہین ہی بے ادبی بھی کفر ہے۔ کیونکہ حضور کی آواز سے اپنی آواز اونچی کرنے پر حبطی اعمال ہو جاتی ہے رب فرماتا ہے۔ [illegible] ۴۔ معلوم ہوا کہ کافر کی نیکیاں برباد ہیں کیونکہ جو شاخ درخت سے کٹ جاوے وہ پانی سے ہری نہیں ہو سکتی۔ جس نے پیغمبر سے رشتہ غلامی توڑ دیا وہ کسی نیکی سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ مومن کی معمولی نیکی بھی کارآمد ہے کیونکہ یہ درخت سے وابستہ ہے ۵۔ یا اس طرح کہ ان کفار کے نیک اعمال تولے ہی نہ جائیں گے۔ ان کے لئے میزان ہو گی ہی نہیں۔ یا یہ کہ تولے تو جائیں گے مگر ان میں کوئی وزن نہیں ہو گا۔ دیکھنے میں بڑے معلوم ہوں مگر میزان میں کچھ نہیں۔ معلوم ہوا کہ نیک اعمال میں وزن ایمان و اخلاص سے ہوتا ہے۔ دیکھو کوفہ کے خوارج بڑے عابد و زاہد تھے۔ مگر بحکم حدیث اسلام سے خارج ہو گئے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام کفروں سے بڑھ کر کفر نبی کی توہین اور ان کا مذاق اڑانا ہے جس کی سزا دنیا و آخرت میں ملتی ہے۔ خیال رہے کہ اولیاء اللہ اور علماء دین نبی کے نائب ہیں۔ ان کی توہین در پردہ نبی کی توہین ہے (روح) ۷۔ فردوس جنت کے تمام طبقوں میں اعلیٰ طبقہ ہے۔ سب سے اونچا۔ اس کے اوپر عرش الٰہی ہے جہاں سے اس میں نہریں آتی ہیں۔ مہمانی اس لئے فرمایا کہ وہاں جنتی مومنوں کی خاطر تواضع مہمانوں کی طرح ہو گی۔ ورنہ وہ لوگ اس کے مالک ہوں گے اور دائمی مالک ۸۔ جیسے دنیا میں لوگ بری جگہ چھوڑ کر اچھی جگہ لیتے رہتے ہیں۔ جنت میں ایسا نہ ہو گا۔ وہاں ہر جگہ اچھی ہو گی ۹۔ شان نزول :۔ ایک بار یہود نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کے قرآن کی دو آیتیں آپس میں متقابل ہیں

جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ۝ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ

مہمانی کو جہنم تیار کر رکھی ہے تم فرماؤ کیا ہم تمہیں بتادیں کہ سب سے بڑھ کر ناقص عمل

اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

کن کے ہیں ان کے جن کی ساری کوشش دنیا کی زندگی میں گم گئی

وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

اور وہ اس خیال میں ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں یہ لوگ جنہوں نے

كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا

اپنے رب کی آیتیں اور اس کا ملنا نہ مانا تو ان کا کیا دھرا سب اکارت ہے تو

نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ۝ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ

ہم ان کے لئے قیامت کے دن کوئی تول نہ قائم کریں گے یہ ان کا بدلہ ہے جہنم

بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ۝ اِنَّ

اس پر کہ انہوں نے کفر کیا اور میری آیتوں اور میرے رسولوں کی ہنسی بنائی بیشک

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ

جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے فردوس کے باغ

جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ

ان کی مہمانی ہے وہ ہمیشہ ان ہی میں رہیں گے ان سے جگہ بدلنا نہ

عَنْهَا حِوَلًا ۝ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ

چاہیں گے تم فرمادو اگر سمندر میرے رب کی باتوں کے لئے سیاہی

رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ

ہو تو ضرور سمندر ختم ہو جائے گا اور میرے رب کی باتیں ختم نہ ہوں گی

جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ۝ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

اگرچہ ہم ویسا ہی اور اس کی مدد کو لے آئیں تم فرماؤ ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں

(بقیہ صفحہ ۴۸۵) ایک جگہ ہے کہ تمہیں تھوڑا علم دیا گیا۔ دوسری جگہ ہے کہ جسے حکمت دی گئی اسے بہت خیر دی گئی۔ ہم کو تو حکمت دی گئی۔ پھر ہمیں تھوڑا علم کیسے ملا۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری۔ جس میں فرمایا گیا کہ مخلوق کا علم کتنا ہی زیادہ ہو لیکن رب کے علم کے مقابل بہت ہی تھوڑا ہے۔ یہاں کلمات الٰہی سے مراد اللہ کا علم اس کی حکمت ہے ۱۰۔ یہاں دو سمندروں کا ذکر ہے۔ دوسری آیت میں سات سمندر کا۔ معلوم ہوا کہ رب کے علوم غیر متناہی ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام انبیاء کے علوم رب کے علم کے مقابل وہ نسبت بھی نہیں رکھتے جو قطرے کو سمندر سے ہے کیونکہ وہ متناہی کی متناہی سے نسبت ہے اور یہ متناہی کی غیر متناہی سے۔

بعض صوفیاء فرماتے ہیں کہ کلمۃ اللہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں

نہیں۔ معلوم ہوا کہ نیک اعمال میں وزن ایمان و اخلاص سے ہوتا ہے۔ دیکھو کوفہ کے خوارج بڑے عابد و زاہد تھے' مگر بحکم حدیث اسلام سے خارج ہو گئے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام کفروں سے بڑھ کر کفر نبی کی توہین اور ان کا مذاق اڑانا ہے جس کی سزا دنیا و آخرت میں ملتی ہے۔ خیال رہے کہ اولیاء اللہ اور علماء دین نبی کے نائب ہیں' ان کی توہین در پردہ نبی کی توہین ہے (روح) ۷۔ فردوس' جنت کے تمام طبقوں میں اعلیٰ طبقہ ہے' سب سے اونچا' اس کے اوپر عرش الٰہی ہے جہاں سے اس میں نہریں آتی ہیں۔ معانی اس لئے فرمایا کہ وہاں جنتی مومنوں کی خاطر تواضع مہمانوں کی طرح ہوگی' ورنہ وہ لوگ اس کے مالک ہوں گے اور دائمی مالک ۸۔ جیسے دنیا میں لوگ بری جگہ چھوڑ کر اچھی جگہ لیتے رہتے ہیں' جنت میں ایسا نہ ہو گا' وہاں ہر جگہ اچھی ہو گی ۹۔ شان نزول: ایک بار یہود نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کے قرآن کی دو آیتیں آپس میں متقابل ہیں

(بقیہ صفحہ ۴۸۵) ایک جگہ ہے کہ تمہیں تھوڑا علم دیا گیا۔ دوسری جگہ ہے کہ جسے حکمت دی گئی اسے بہت خیر دی گئی۔ ہم کو تو حکمت دی گئی۔ پھر ہمیں تھوڑا علم کیسے ملا۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری۔ جس میں فرمایا گیا کہ مخلوق کا علم کتنا ہی زیادہ ہو لیکن رب کے علم کے مقابل بہت ہی تھوڑا ہے۔ یہاں کلمات الٰہی سے مراد اللہ کا علم' اس کی حکمت ہے' ۱۰۔ یہاں دو سمندروں کا ذکر ہے۔ دوسری آیت میں سات سمندر کا۔ معلوم ہوا کہ رب کے علوم غیر متناہی ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام انبیاء کے علوم رب کے علم کے مقابل وہ نسبت بھی نہیں رکھتے جو قطرے کو سمندر سے ہے کیونکہ وہ متناہی کی متناہی سے نسبت ہے اور یہ متناہی کی غیر متناہی سے۔

يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَمَن كَانَ

مجھے وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے تو جسے اپنے رب

يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ

سے ملنے کی امید ہو اسے چاہیے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی بندگی میں

بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ﴿١١٠﴾

کسی کو شریک نہ کرے

آیاتہا ۹۸ — ۱۹ سُورَةُ مَرْيَمَ مَكِّيَّةٌ ۴۴ — رکوعاتہا ۶

سورۂ مریم مکیہ ہے اس میں چھ رکوع ۹۸ آیتیں ۷۸۰ کلمے اور ۳۸۰۲ حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

كهيعص ﴿١﴾ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا ﴿٢﴾

یہ مذکور ہے تیرے رب کی اس رحمت کا جو اس نے اپنے بندہ زکریا پر کی تھی

إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيًّا ﴿٣﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّي وَهَنَ

جب اس نے اپنے رب کو آہستہ پکارا عرض کی اے میرے رب میری ہڈی

الْعَظْمُ مِنِّي وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا وَلَمْ أَكُن بِدُعَائِكَ

کمزور ہو گئی اور سر سے بڑھاپے کا بھبوکا پھوٹا اور اے میرے رب میں تجھے پکار کر

رَبِّ شَقِيًّا ﴿٤﴾ وَإِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِن وَرَائِي وَ

کبھی نامراد نہ رہا اور مجھے اپنے بعد اپنے قرابت والوں کا ڈر ہے اور

كَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا فَهَبْ لِي مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا ﴿٥﴾

میری عورت بانجھ ہے تو مجھے اپنے پاس سے کوئی ایسا دے ڈال جو میرا کام اٹھائے

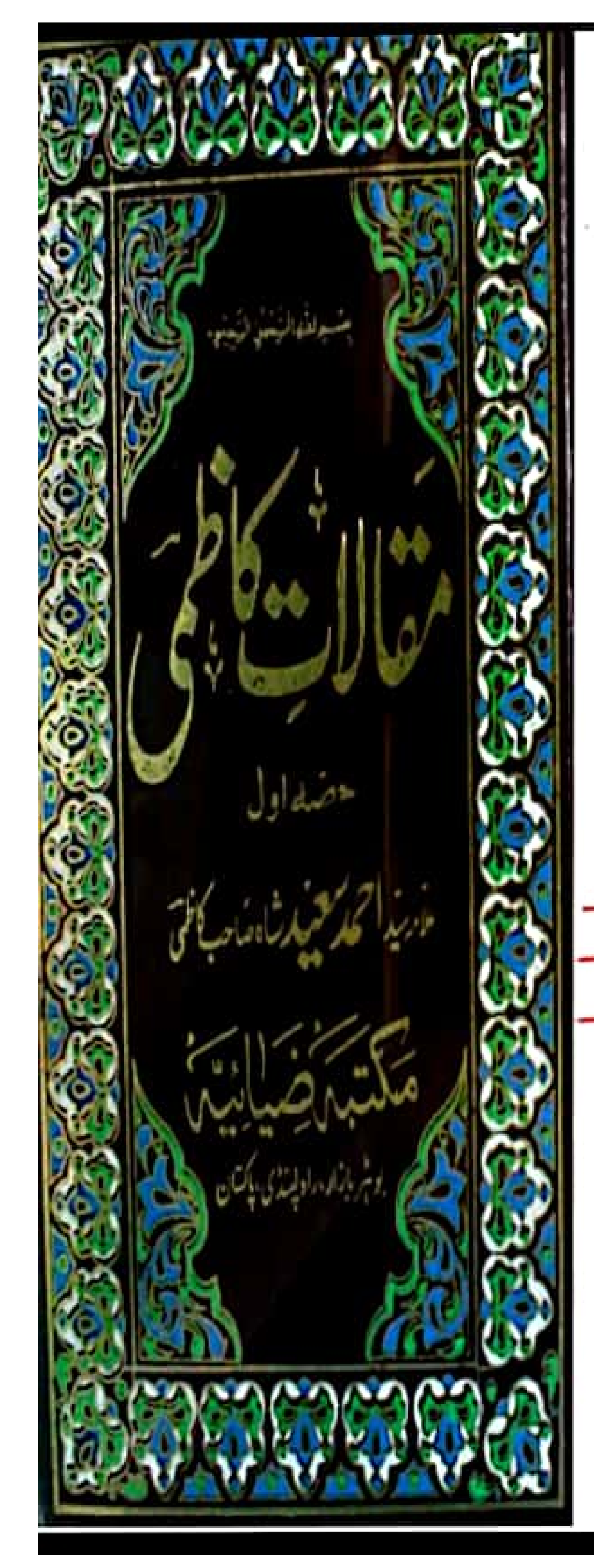
يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ﴿٦﴾

وہ میرا جانشین ہو اور اولاد یعقوب کا وارث ہو اور اے میرے رب اسے پسندیدہ کر

بعض صوفیاء فرماتے ہیں کہ کلمۃ اللہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور کلیم اللہ موسیٰ علیہ السلام اور کلمات اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضور کے محامد و اوصاف تحریر سے باہر ہیں۔ ۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آئینہ جمال کبریا ہیں اور آئینہ میں تب ہی پورا عکس آتا ہے جب کہ اس کی ایک جانب شفاف ہو اور دوسری جانب مسالہ ہو۔ حضور ایک طرف نور ہیں' دوسری طرف آپ پر بشریت کا غلاف ہے تاکہ مکمل آئینہ ہوں۔ یہاں بشریت والی جانب کا ذکر ہے اور قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ میں دوسری جانب کا۔ قل فرما کر اشارۃً بتایا گیا کہ اپنے کو تواضعاً بشر صرف تم ہی کہہ سکتے ہو۔ دوسرے کو یہ کہہ کر پکارنے کی اجازت نہیں۔ رب فرماتا ہے۔ لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ : بادشاہ اپنی رعایا سے کہے کہ میں تمہارا خادم ہوں تو یہ اس کا کمال ہے۔ مگر دوسرا کہے تو سزا پائے گا۔

۱۔ یعنی میں بشر صاحب وحی ہوں' جیسے کہا جاوے کہ انسان حیوان ناطق ہے' ناطق نے انسان کو تمام جانوروں سے ممتاز کر دیا۔ ایسے ہی وحی نے حضور کو تمام انسانوں سے ممتاز کر دیا۔ مثلیت صرف بشریت یعنی ظاہری چہرے مہرے میں ہے جیسے جبریل جب شکل بشری میں آتے تھے تو کپڑے' سفید اور بال سیاہ رکھتے تھے۔ اس کے باوجود وہ نور تھے۔ ایسے ہی حضور ظاہری چہرے مہرے میں بشر' حقیقت میں نور ہیں۔ قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ خیال رہے کہ انبیاء نے اپنے کو ظالم۔ ضال خطاوار وغیرہ فرمایا ہے۔ اگر ہم یہ الفاظ ان کی شان میں بولیں تو کافر ہو جائیں۔ ایسے ہی حضور سے فرمایا گیا کہ اپنے کو بشر کہو۔ اگر ہم برابری کا دعویٰ کرتے ہوئے یہ کہیں تو بے ایمان ہیں۔ جیسے قرآن میں عربی حروف ہیں مگر بے مثال ہیں لہٰذا کتاب اللہ ہے۔ یونہی حضور میں بشری صفات ہیں پھر بے مثال ہیں لہٰذا رسول اللہ ہیں' بے مثلیت کو يُوحَىٰ إِلَيَّ نے بیان فرمایا ۲۔ یعنی جو رب کا دیدار چاہے۔ معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ سب سے کلام فرمائے گا مگر دیدار الٰہی صرف مسلمانوں کو ہو گا ۳۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی سورہ کہف کی شروع کی دس آیتیں یاد کرے' وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے اور جو کوئی ہفتہ میں ایک بار پوری سورۃ کہف پڑھے تو ایک ہفتہ تک ہر فتنہ سے محفوظ رہے (خزائن) ۴۔ زکریا علیہ السلام رجیم بن سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی اولاد سے ہیں۔ یہ حضرات حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور حضرت ہارون لاوی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیک و صالح بیٹا اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ رب نے اس سورۃ میں فرزند صالح کو رحمت فرمایا۔ خصوصاً جب کہ بڑھاپے میں عطا ہو ۵۔ معلوم ہوا کہ دعا میں آہستگی بہتر ہے' رب فرماتا ہے۔ اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً ان کے وقت آپ کی عمر شریف اسی برس تھی۔ اولاد کوئی نہ تھی ۶۔ یعنی میں اتنا بوڑھا ہو چکا ہوں کہ ہڈی جیسی مضبوط چیز بھی کمزور ہو گئی۔ پھر گوشت و پوست کا کیا پوچھنا۔ خلاصہ یہ کہ بڑھاپے کی کمزوری حد

(بقیہ صفحہ ۴۸۶) کو پہنچ گئی ۷۔ یعنی سر کے تمام بال سفید ہو چکے ہیں۔ کوئی سیاہ نہیں۔ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بال شریف سفید ہوئے تھے ۸۔ یعنی آج تک تو نے تمام دعائیں قبول فرمائیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام مقبول الدعا ہوتے ہیں' اسی لئے ان سے دعائیں کرائی جاتی ہیں۔ اس سے دو مسئلے



امام عبدالرزاق صاحب مصنف جو اس حدیث کے مخرج ہیں، امام احمد بن حنبل جیسے ائمہ دین کے استاد ہیں۔ تہذیب التہذیب میں ان کے متعلق لکھا ہے وقال احمد بن صالح المصری قلت لاحمد بن حنبل رأیت احدا احسن حدیثا من عبدالرزاق قال لا ۱؎

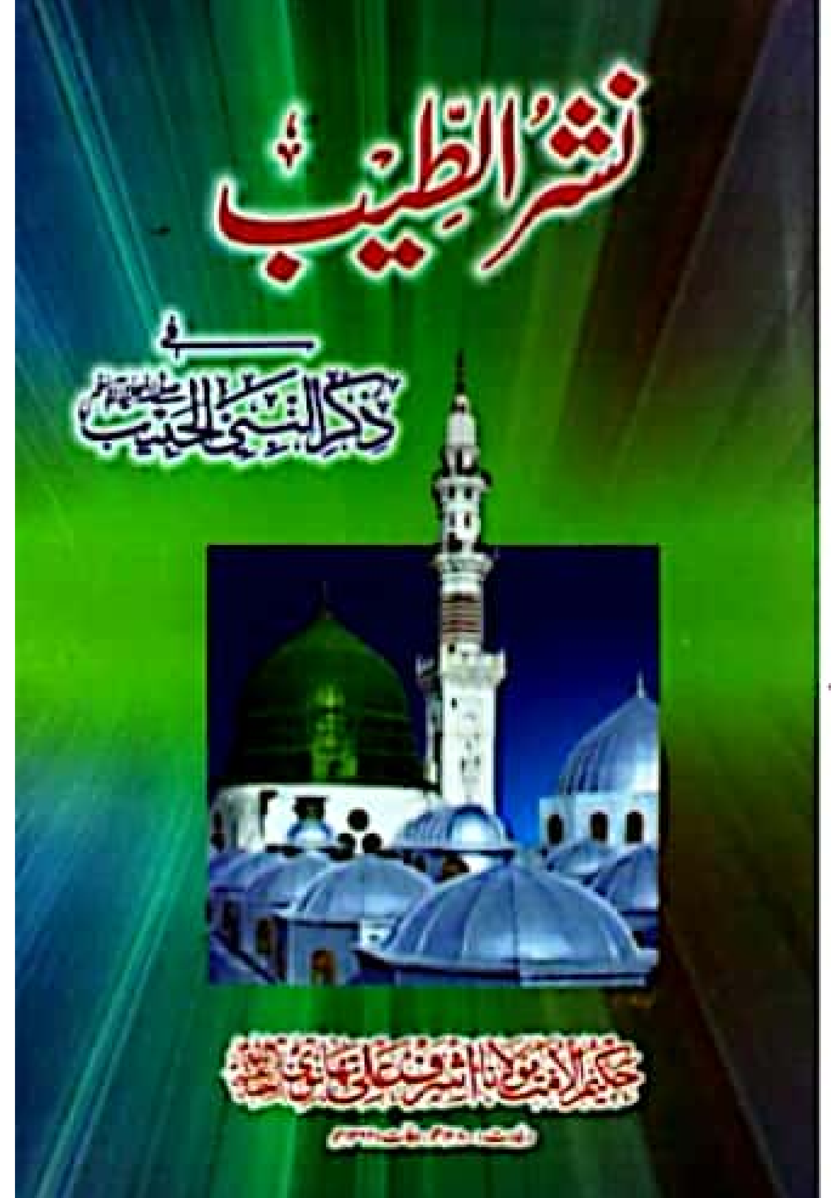
۱؎ تہذیب التہذیب صفحہ ۳۱۰ جلد ۶۔

امام احمد بن صالح مصری کہتے ہیں میں نے امام احمد بن حنبل سے پوچھا کیا آپ نے حدیث میں کوئی شخص عبدالرزاق سے بہتر دیکھا، انہوں نے فرمایا نہیں۔ امام عبدالغنی نابلسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیقہ ندیہ میں اس حدیث کی تصحیح فرماتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں۔ "قد خلق کل شیء من نوره صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کما ورد به الحدیث الصحیح"۔ اسی حدیث کو امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی دلائل النبوة میں تقریباً اسی طرح روایت فرمایا ہے۔ مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں علامہ فاسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قد قال الاشعری انه تعالی نور لیس کالانوار والروح النبویة القدسیة لمعة من نوره والملائکة شرر تلک الانوار وقال صلی اللہ علیه وسلم اول ما خلق اللہ نوری ومن نوری خلق کل شیء وغیره مما فی معناه یعنی عقائد میں اہلسنت کے امام سیدنا ابوالحسن اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسا نور ہے کہ کسی نور کی مثل نہیں، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مقدسہ اسی نور کی چمک ہے اور فرشتے انہی انوار سے جھڑے ہوئے پھول ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا فرمایا اور میرے ہی نور سے ہر چیز کو پیدا کیا۔

اس حدیث کے علاوہ اور بھی حدیثیں اس مضمون میں وارد ہیں۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوة میں فرمایا: "در حدیث صحیح وارد شد کہ اول ما خلق اللہ نوری" (مدارج النبوة جلد ۲ صفحہ ۲) پھر حدیث جابر کا مضمون بیان فرمایا۔ کثیر التعداد جلیل القدر ائمہ کا اس حدیث کو قبول کرنا، اس کی تصحیح فرمانا، اس پر اعتماد کرکے اس سے مسائل کا استنباط کرنا اس کے صحیح ہونے کی روشن دلیل ہے۔ خصوصاً سیدنا عبدالغنی نابلسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حدیقہ ندیہ کے مبحث ثانی از نوع ستین من آفات اللسان فی مسئلہ ذم الطعام میں اس حدیث سے متعلق "الحدیث الصحیح" فرمانا صحت حدیث کو زیادہ واضح کر دیتا ہے۔ ان مختصر جملوں سے ان حضرات کو مطمئن کرنا مقصود ہے جو اس حدیث کی صحت میں متردد رہتے ہیں۔

اس حدیث میں نور کی اضافت بیانیہ ہے اور نور سے مراد ذات ہے۔ زرقانی جلد اول صفحہ ۴۶ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے نور پاک یعنی ذات مقدسہ کو



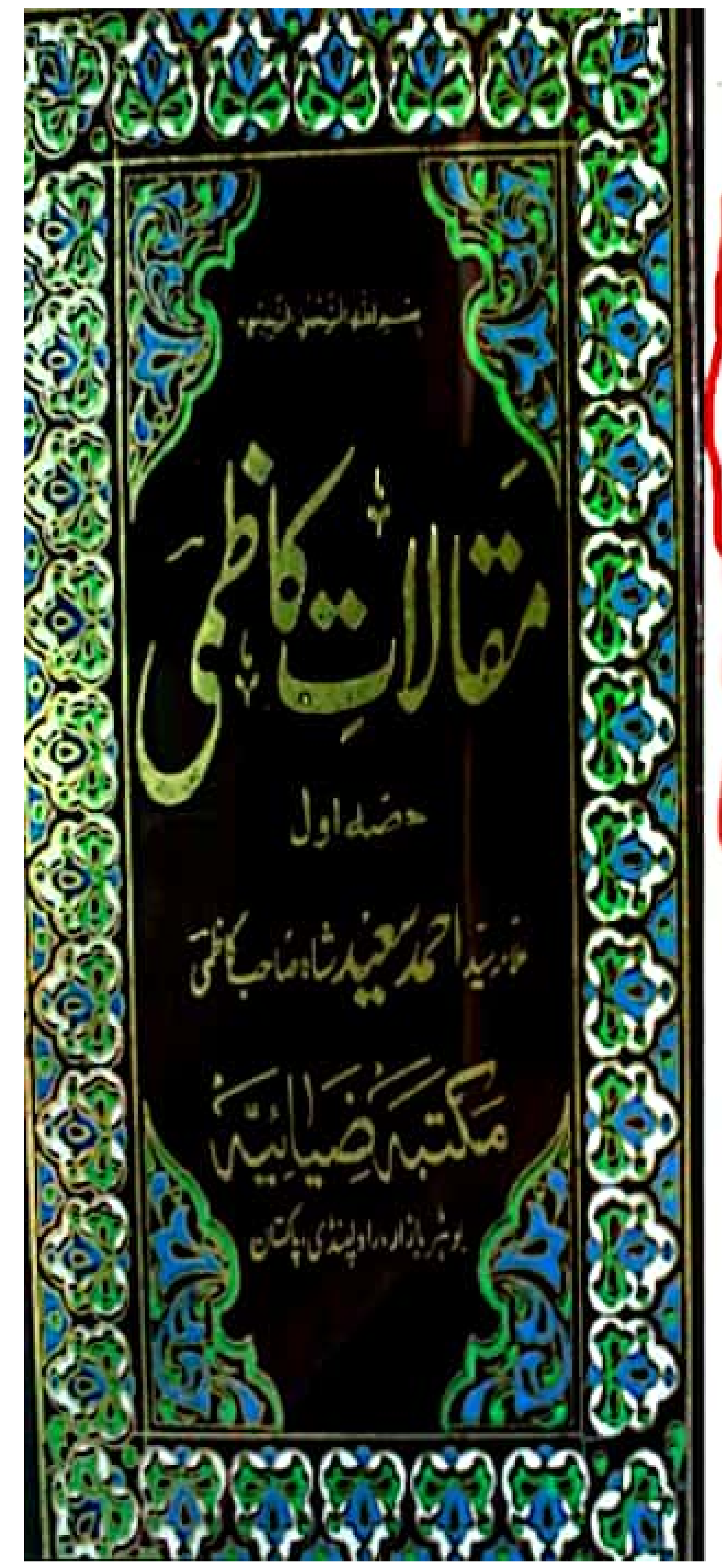
الفصول

فصل نمبر ۱

نور محمدی ﷺ کا بیان

پہلی روایت [1] : عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھ کو خبر دیجئے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز پیدا فرمائی؟ آپ نے فرمایا اے جابر! [2] اللہ تعالیٰ نے سب اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے (نہ بایں معنی کہ نور الٰہی اس کا مادہ تھا بلکہ اپنے نور کے فیض سے) پیدا کیا پھر وہ نور قدرت الٰہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا اور اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا اور نہ بہشت تھی اور نہ دوزخ تھا اور نہ فرشتہ تھا اور نہ آسمان تھا اور نہ زمین تھی اور نہ سورج تھا اور نہ چاند تھا اور نہ جن تھا اور نہ انسان تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے اور مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کئے اور ایک حصہ سے قلم پیدا کیا اور دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش۔ آگے طویل حدیث ہے۔

ف : اس حدیث سے نور محمدی [3] کا اول الخلق ہونا باولیت حقیقیہ ثابت ہوا کیونکہ جن جن اشیاء کی نسبت روایات میں اولیت کا حکم آیا ہے ان اشیاء کا نور محمدی سے متاخر ہونا اس حدیث میں منصوص ہے۔

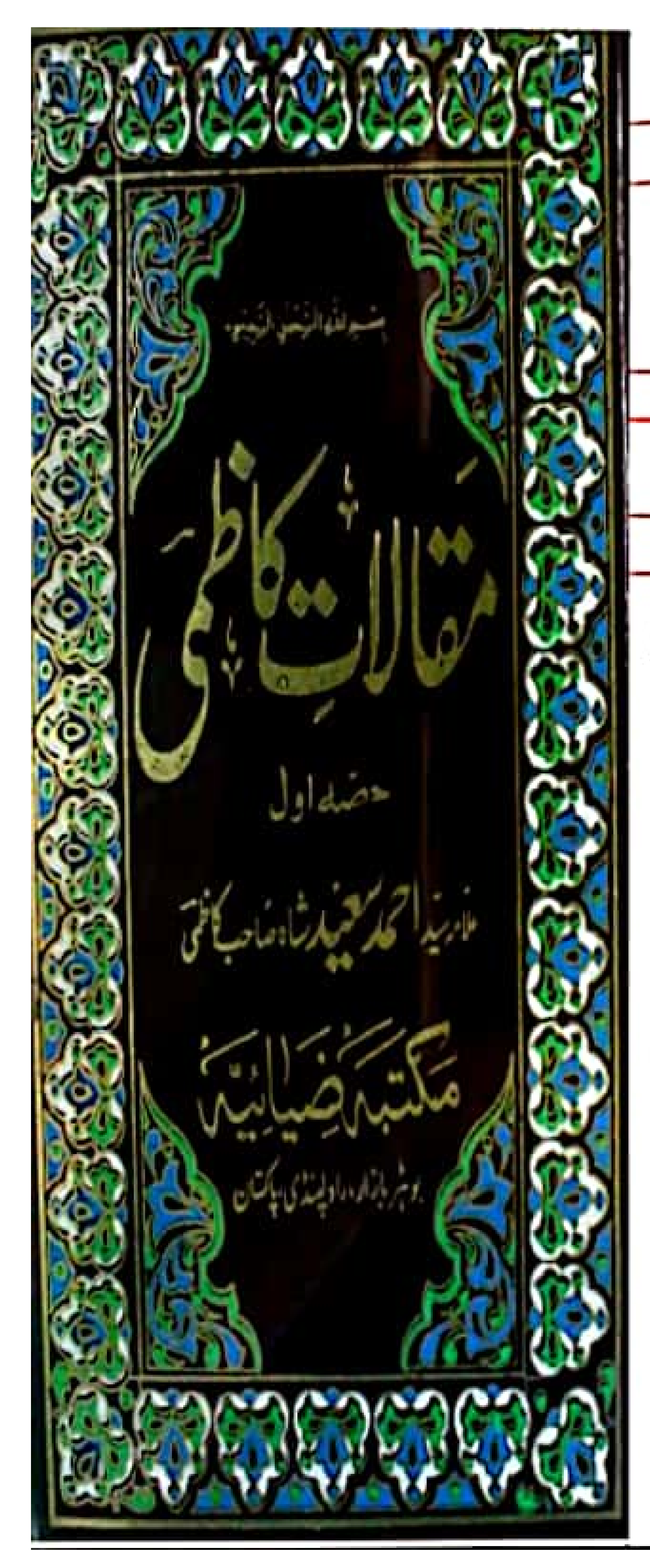


(۱) حدیث حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما

حضرت امام عبدالرزاق صاحب مصنف نے اپنی سند کے ساتھ سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت جابر فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھے خبر دیں کہ وہ پہلی چیز کونسی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے پیدا فرمایا۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اے جابر بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ پھر یہ نور اللہ تعالیٰ کی مشیت کے موافق جہاں اس نے چاہا سیر کرتا رہا۔ اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا، نہ جنت تھی نہ دوزخ تھا، نہ فرشتہ تھا، نہ آسمان نہ زمین، نہ سورج نہ چاند، نہ جن نہ انسان جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ مخلوقات کو پیدا کرے تو اس نور کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا۔ پہلے حصے سے قلم بنایا، دوسرے سے لوح، تیسرے سے عرش۔ پھر چوتھے حصے کو چار حصوں میں تقسیم کیا تو پہلے حصے سے عرش اٹھانے والے فرشتے بنائے اور دوسرے سے کرسی اور تیسرے سے باقی فرشتے پھر چوتھے حصے کو چار حصوں میں تقسیم کیا تو پہلے سے آسمان بنائے اور دوسرے سے زمین اور تیسرے سے جنت اور دوزخ۔ پھر چوتھے حصے کو چار حصوں میں تقسیم کیا تو پہلے سے مومنین کی آنکھوں کا نور بنایا، اور دوسرے سے ان کے دلوں کا نور پیدا کیا جو معرفت الٰہی ہے، اور تیسرے سے ان کا نور انس پیدا کیا اور وہ توحید ہے جس کا خلاصہ ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ، الخ مواہب اللدنیہ جلد اول صفحہ ۹۔ سیرت حلبیہ جلد صفحہ ۳۰۔ زرقانی جلد اول صفحہ ۴۶۔

یہ حدیث مصنف عبدالرزاق سے جلیل القدر محدثین جیسے امام قسطلانی شارح بخاری و امام زرقانی اور امام ابن حجر مکی اور علامہ فاسی اور علامہ دیار بکری نے اپنی تصانیف جلیلہ افضل القریٰ، مواہب اللدنیہ، مطالع المسرات، خمیس اور زرقانی علی المواہب میں نقل فرما کر اس پر اعتماد اور اس سے مسائل کا استنباط کیا۔

امام عبدالرزاق صاحب مصنف جو اس حدیث کے مخرج ہیں امام احمد بن حنبل جیسے کا بر ائمہ دین کے استاد ہیں۔ تہذیب التہذیب میں ان کے متعلق لکھا ہے وقال احمد بن صالح المصری قلت لاحمد بن حنبل رأیت احدا احسن حدیثا من عبدالرزاق قال لا

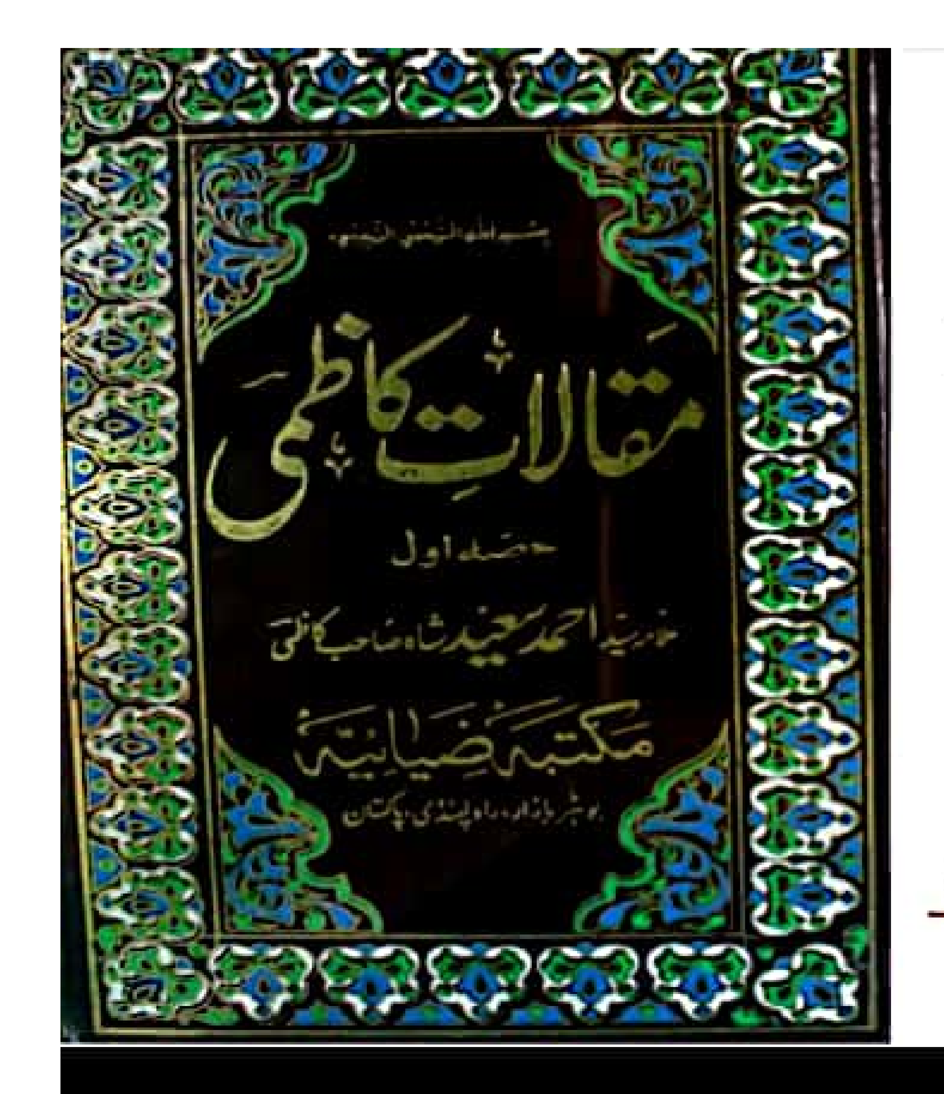


اس حدیث میں نور کی اضافت بیانیہ ہے اور نور سے مراد ذات ہے زرقانی جلد اول صفحہ ۴۶
حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے نور پاک یعنی ذات مقدسہ کو

اپنے نور یعنی اپنی ذات مقدسہ سے پیدا فرمایا۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کی ذات حضور علیہ السلام کی ذات کا مادہ ہے۔ والعیاذ باللہ۔ حضور کا نور اللہ کے نور کا کوئی حصہ ہے تعالیٰ اللہ عن ذالک علواً کبیرا

اگر کسی ناواقف شخص کا یہ اعتقاد ہے تو اسے توبہ کرنا فرض ہے۔ اس لیے کہ ایسا ناپاک عقیدہ خالص کفر و شرک ہے اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے۔ بلکہ اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی ذاتی تجلی فرمائی جو حسن الوہیت کا مظہر اول تھی۔ بغیر اس کے کہ ذاتِ خداوندی نورِ محمدی کا مادہ یا حصہ اور جزو قرار پائے یہ کیفیت متشابہات میں سے ہے جس کا سمجھنا ہمارے لیے ایسا ہی ہے جیسا قرآن و حدیث کے دیگر متشابہات کا سمجھنا۔ البتہ سمجھنے اور سمجھانے کے طور پر اتنا کہا جاسکتا ہے کہ جس طرح شیشہ آفتاب کے نور سے روشن ہو جاتا ہے لیکن آفتاب کی ذات یا اس کی نورانیت اور روشنی میں کوئی کمی نہیں واقع ہوتی اور ہمارا یہ کہنا بھی صحیح ہوتا ہے کہ شیشے کا نور آفتاب کے نور سے ہے اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اللہ تعالیٰ کی ذات سے پیدا ہوا اور آئینہ محمدی نور ذات احدی سے اس طرح منور ہوا کہ نور محمدی کو نور خداوندی سے قرار دینا صحیح ہوا لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی ذات پاک یا اس کی کسی صفت میں کوئی نقصان اور کمی واقع نہیں ہوئی۔ شیشہ سورج سے روشن ہوا اور اس ایک شیشے سے تمام شیشے منور ہوگئے۔ نہ پہلے شیشے نے آفتاب کے نور کو کم کیا نہ دوسرے شیشوں نے پہلے شیشے کے نور سے کچھ کمی کی حقیقت یہ ہے کہ فیضانِ وجود اللہ تعالیٰ کی ذات سے حضور کو پہنچا اور حضور کی ذات سے تمام ممکنات کو وجود کا فیض پہنچا

اس کے بعد اس شبہ کو بھی دور کرتے جائیے کہ جب ساری مخلوق حضور کے نور سے موجود ہوئی تو ناپاک خبیث اور قبیح اشیاء کی برائی اور قباحت معاذ اللہ حضور علیہ السلام کی طرف منسوب ہوگی جو حضور کی شدید ترین توہین ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آفتاب وجود ہیں اور کل مخلوقات حضور علیہ السلام کے آفتاب وجود سے فیضان وجود حاصل کر رہی ہے جس طرح اس ظاہری آفتاب کی شعاعیں تمام کرۂ ارضی میں جمادات و نباتات اور کل معدنیات جو اہر لطیفہ اور جواہر اجسام کے حقائق لطیفہ اور خواص و اوصاف مختلفہ کا افاضہ کر رہی ہیں اور کسی کی اچھی بری خاصیت کا اثر شعاعوں پر نہیں پڑتا نہ کسی چیز کے اوصاف و حالات سورج کے لیے قباحت یا نقصان کا موجب



نور تھا:

صاحب روح البیان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اول خلق ہونے کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں۔

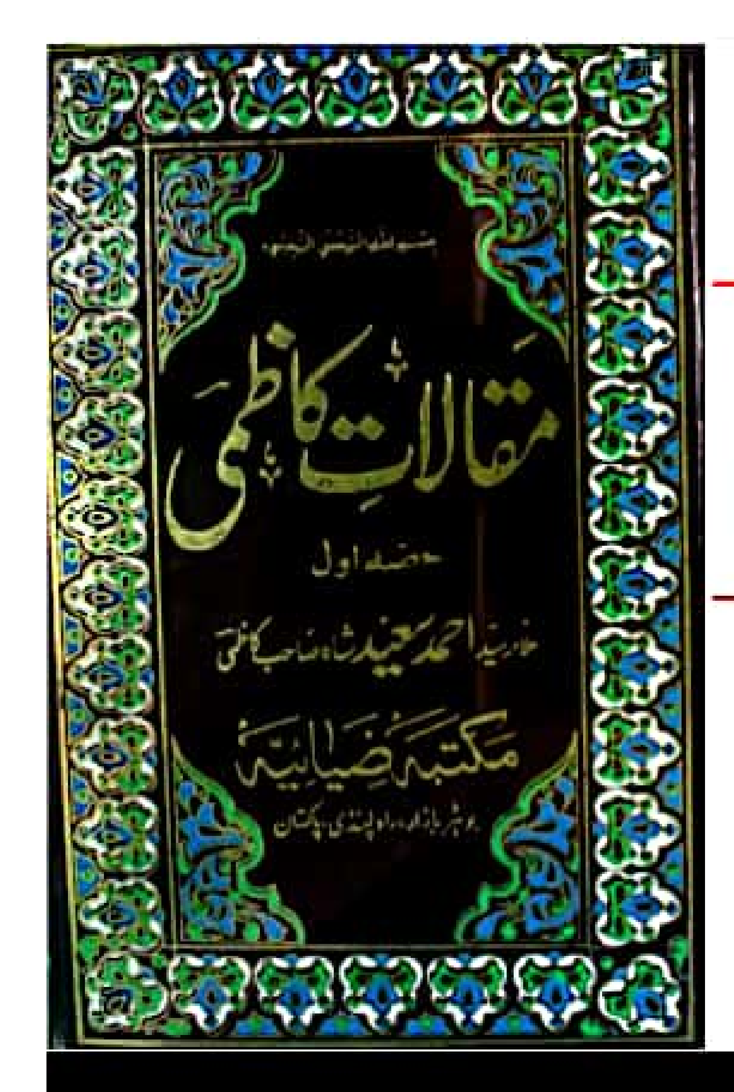
لما کان نبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اول المخلوقات فی الحسب اول ما خلق اللہ تعالیٰ نور نبیک یا جابر۔ تفسیر روح البیان پ صفحہ ۹۷۔

ترجمہ: چونکہ حضور علیہ السلام وصول الی اللہ کے لیے واسطہ حقیقی ہیں اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اول مخلوقات ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ سب سے پہلی وہ چیز جو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی وہ تیرے نبی کا نور ہے اے جابر۔

اس حدیث جابر مذکورہ کو مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنی کتاب نشر الطیب کے صفحہ ۵ پر تفصیل سے لکھا ہے۔

(۲) حدیث حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

امام احمد، بیہقی، و حاکم نے حدیث عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرمائی کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ بیشک میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین ہو چکا تھا اور آدم علیہ السلام ابھی اپنے خمیر میں تھے یعنی ان کا ابھی پتلا بھی نہ بنا تھا۔ حاکم نے اس حدیث کو صحیح الاسناد کہا۔ مشکوٰۃ شریف میں بھی یہ حدیث بروایت شرح السنہ مذکور ہے۔ مواہب اللدنیہ جلد ۱ صفحہ ۲۔



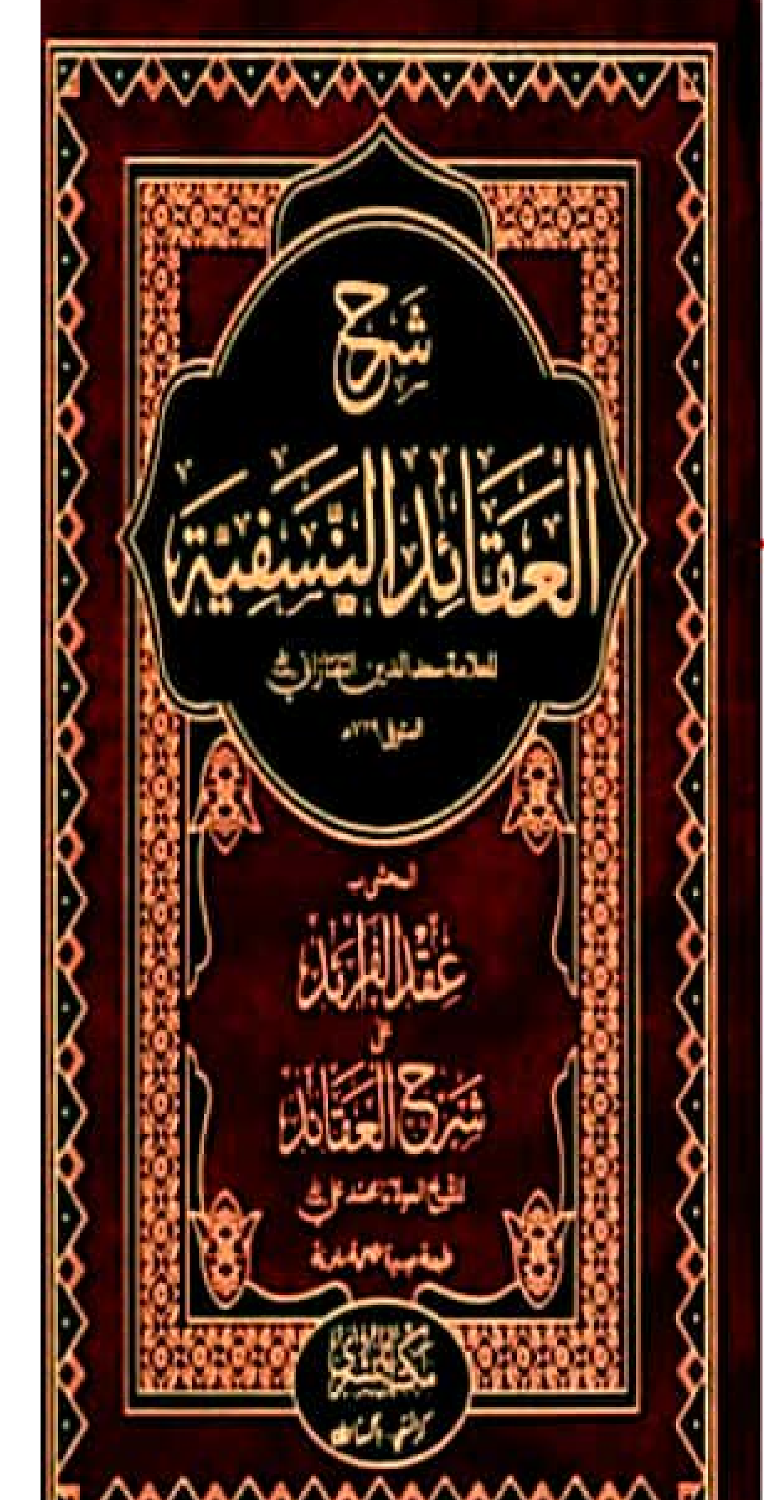
(۳) حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نے حضور سے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو نبوت کب ملی؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا وآدم بین الروح والجسد آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسم کے درمیان تھے یعنی ان کے جسم میں جان نہیں ڈالی گئی تھی، یہ روایت ترمذی شریف کی ہے اور علامہ ابو عیسیٰ ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ انہیں الفاظ میں حضرت میسرہ سے ایک حدیث مروی ہے امام احمد بن حنبل نے اس حدیث کو روایت کیا اور امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں یہ حدیث روایت کی اور حاکم نے اس کی تصحیح فرمائی۔ مواہب اللدنیہ جلد ۱ ص ۶۔

(۴) حدیث حضرت امام زین العابدین علیٰ آبائہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام۔

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے اور وہ اپنے والد مکرم حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں پیدائش آدم علیہ السلام سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے پروردگار کے حضور میں ایک نور تھا۔ انسان العیون جلد ۱ ص ۲۹

ازالۂ شبہ: اس روایت میں خلق آدم علیہ السلام سے صرف چودہ ہزار برس پہلے حضور کے نور



الرابع: أنه لا تفرقة في العمومات الواردة في شريعة نبينا ﷺ بين الأشخاص، فلو كان كل مجتهد مصيبا لزم اتصاف الفعل الواحد بالمتنافيين من الحظر والإباحة، أو الصحة والفساد، والوجوب وعدمه، وتمام تحقيق هذه الأدلة، والجواب عن تمسكات المخالفين يطلب من كتابنا "التلويح في شرح التنقيح".

[أفضلية رُسل البشر من رسل الملائكة]

ورسل البشر أفضل من رسل الملائكة، ورسل الملائكة أفضل من عامة البشر، وعامة البشر أفضل من عامة الملائكة، أما تفضيل رسل الملائكة فبالإجماع بل بالضرورة، وأما تفضيل رسل البشر على رسل الملائكة، وعامة البشر على عامة الملائكة - فبوجوه:

فلو كان: حاصل الدليل: أن الأحكام الثابتة بالنصوص عامة لجميع الأشخاص، فالصلاة فريضة على كل شخص، والخمر حرام على كل شخص، وهكذا سائر الأحكام المنصوصة، فينبغي أن يكون الاجتهاد أيضا عاما لجميع الأشخاص، فلو كان كل مجتهد مصيبا لزم أن يكون شرب المثلث حراما على كل شخص لفتوى الشافعي ﷺ، ومباحا على كل شخص لفتوى الحنفي، فيلزم اتصاف شربه بالحرمة والإباحة معا، وهذا محال. [النبراس: ٣٥٥، ٣٥٦] أو الصحة والفساد: فيلزم أن يكون صلاة الفجر إذا طلع الشمس في خلالها صحيحة لفتوى أهل الحديث، فاسدة لفتوى الحنفية [النبراس: ٣٥٦] والوجوب: فيلزم أن يكون الوتر واجبا لفتوى الحنفية، وسنة لفتوى الشافعية. [النبراس: ٣٥٦]

وتمام التحقيق: تمسك القائلون بأن كل مجتهد مصيب والحق متعدد بوجوه: منها: أنه لو كان الحق واحدا لزم التكليف بما لا يطاق، لأن المجتهد يكون مأمورا بطلب ما هو الحق عند الله سبحانه، وهو خاص لا يدرك، أجيب بأنا لا نسلم أنه مأمور بدركه، بل مأمور بالاجتهاد، ومنها: أن المصلين يتحرون القبلة إلى جهات مختلفة، ولا يؤمرون بالإعادة بعد ظهور القبلة إجماعا. أجيب بأن الشارع جعل قبلة المتحري جهة تحريه، فقد روي أنه نزل في ذلك: ﴿فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ﴾ (البقرة: ١١٥)، [النبراس: ٣٥٦] بل بالضرورة: قال بعض المحشين: أراد الضرورة الدينية، أي لا يحتاج ثبوته إلى دليل في دين الإسلام. [النبراس: ٣٥٦]

النبراس

شرح

شرح العقائد

لجامع المعقول والمنقول عمدة المتكلمين والمحققين

العلامة محمد عبد العزيز الفرهاري

[illegible]

فالصلاة قربة على كل شخص والخمر حرام على كل شخص وهكذا سائر الاحكام المنصوصة فينبغي ان يكون الاجتهادية ايضا مثلها لجميع الاشخاص
فلو كان كل مجتهد مصيبا لزم ان يكون شرب المثلث مثلا حراما على كل شخص لفتوى الشافعي ومباحا على كل شخص لفتوى الحنفي فيلزم
اتصاف شرب واحد بالحرمة والاباحة معا وهذا محال والصحة والفساد فيلزم ان يكون صلوة المنفرد اذا طلع الشمس في خلالها صحيحة لفتوى
بعض [illegible] وفاسدة لفتوى الحنفية والوجوب وعدمه فيلزم ان يكون الوتر واجبا لفتوى الحنفية وسنة لفتوى الشافعية ثم هذا الدليل
على نظر لان عدم التفرقة في الاحكام المنصوصة لا يستلزم عدم التفرقة في الاحكام الاجتهادية واختار بعضهم تغيير الدليل كما اشار في
التلويح الى وجه آخر تقريره لو كان كل مجتهد مصيبا لزم الجمع بين المتنافيين بالنسبة الى شخص واحد اذا استفتى العامي مجتهدين
حنفيا وشافعيا فافتاه الاول بحل النبيذ والثاني بحرمته ولم يترجح عنده ولم يبين له شيء من الحل والحرمة حتى يلزمه الاستقرار عليه لم
يترجح لعدم علمه حتى يقلده وحينئذ يكون النبيذ عليه حلالا وحراما [illegible] وهذا محال وتمام تحقيق هذه الادلة والجواب
عن شبهات الخصم يطلب من كتب اصول التلويح تمسك القائلون بان كل مجتهد مصيب وان الحق متعدد بوجوه منها انه لو كان الحق واحدا لزم
التكليف بالمحال لان المجتهد لم يكن مأمورا بطلب ما هو الحق عند الله سبحانه وهو غير ممكن لا يدرك اجيب بانا لا نسلم انه مأمور
بذلك بل بما يؤدي اليه اجتهاده ومنها ان المصلين يتحرون القبلة الى جهات مختلفة ولا يؤمرون بالاعادة بعد ظهور خطأ القبلة اجماعا اجيب بان
[illegible] تلك الجهة [illegible] في شرح التنقيح قيل هو شرح التوضيح لا التنقيح والجواب
انه شرح لهما معا كما يعلم من [illegible] ويشهد له كلام الشارح في خطبة التلويح فانه قال [illegible] الشرح حيث يجعل
المتن ممزوجا [illegible] الشرح [illegible] ورسل البشر [illegible] ذكر الخاص [illegible] الرسل
والنبي كما اشار [illegible] افضل من رسل الملائكة هم الذين يأخذون الوحي من الله سبحانه ويبلغونه سائر الملائكة وفي التنزيل الله يصطفي
من الملائكة رسلا ومن الناس ورسل الملائكة افضل من عامة البشر [illegible] والصلحاء اما الفساق فهم كالانعام وعامة
البشر افضل من عامة الملائكة اما تفضيل رسل الملائكة على عامة البشر فبالاجماع بل بالضرورة قال بعض المحشين اراد الضرورة
الدينية [illegible] واما تفضيل رسل البشر على رسل الملائكة وعامة البشر على عامة الملائكة فلوجوه الاول
[illegible] امر الملائكة بالسجود لآدم عليه السلام على وجه التعظيم والتكريم [illegible]
ان يكون السجود لله سبحانه وآدم كالقبلة [illegible] افضل من نبينا [illegible]
[illegible] ان يكون السجود [illegible] الملائكة [illegible] والعاصي لا كذلك آدم عليه
السلام بدليل قوله تعالى حكاية عن ابليس [illegible] ارأيتك هذا الذي كرمت علي [illegible] من الله سبحانه و
معنى ارأيت اخبرني [illegible] والكاف لتأكيد الخطاب ولا محل لها من الاعراب وهذا مفعول اول والموصول صفة
له والمفعول الثاني محذوف والمعنى اخبرني عن هذا الذي كرمته علي لم كرمته علي [illegible] بانه يجوز ان يكون التكريم بوجه آخر غير
السجود فلا يلزم الا التكريم على ابليس فقط والجواب ان سياق الكلام يدل على السجود وقال سبحانه واذ قلنا للملائكة اسجدوا لآدم فسجدوا

تفسير

البحر المحيط

لمحمد بن يوسف الشهير بأبي حيان الأندلسي

المتوفى سنة ٧٤٥ هـ

دراسة وتحقيق وتعليق

الشيخ عادل أحمد عبد الموجود — الشيخ علي محمد معوض

شارك في تحقيقه

الدكتور زكريا عبد المجيد النوقي
أستاذ اللغة العربية بجامعة الأزهر

الدكتور أحمد النجولي الجمل
أستاذ التفسير وعلوم القرآن بجامعة الأزهر

قرظه

الأستاذ الدكتور عبد الحي الفرماوي
أستاذ التفسير وعلوم القرآن بكلية أصول الدين بجامعة الأزهر

الجزء الثالث

المحتوى
آل عمران: ١٠٢ ـ المائدة: ٨١

انتهى . وقد تقدم في أوائل البقرة ، أنه قيل : سموا نصارى لأنهم من قرية بالشام ، تسمى ناصِرة . وقوله ، وهم الذين قالوا لعيسى نحن أنصار الله . القائل لذلك هم الحواريون ، وهم عند الزمخشري[1] كفار ، وقد أوضح ذلك على زعمه في آخر هذه السورة . وعند غيره هم مؤمنون ، ولم يختلفوا هم إنما اختلف من جاء بعدهم ، ممن يدعي تبعيتهم . ﴿ فنسوا حظاً مما ذكروا به ﴾ قال أبو عبد الله الرازي : في مكتوب الإنجيل : أن يؤمنوا بمحمد ﷺ ، والحظ هو الإيمان به ، وتنكير الحظ يدل على أن المراد به حظ واحد ، وهو الإيمان بالرسول ، وخص هذا الواحد بالذكر ، مع أنهم تركوا أكثر ما أمرهم الله به ، لأن هذا هو المعظم والمهم . ﴿ فأغرينا بينهم العداوة والبغضاء إلى يوم القيامة ﴾ الضمير في ﴿ بينهم ﴾ يعود على النصارى ، قاله الربيع . وقال الزجاج : النصارى منهم ، والنسطورية ، واليعقوبية ، والملكانية ، كل فرقة منهم تعادي الأخرى . وقيل : الضمير عائد على اليهود والنصارى ، أي : بين اليهود والنصارى ، قاله مجاهد وقتادة والسدي ، فإنهم أعداء يلعن بعضهم بعضاً ، ويكفر بعضهم بعضاً . ﴿ وسوف ينبئهم الله بما كانوا يصنعون ﴾ هذا تهديد ووعيد شديد بعذاب الآخرة ، إذ موجب ما صنعوا إنما هو الخلود في النار . ﴿ يا أهل الكتاب قد جاءكم رسولنا يبين لكم كثيراً مما كنتم تخفون من الكتاب ويعفو عن كثير ﴾ قال محمد بن كعب القرظي : أول ما نزل من هذه السورة هاتان الآيتان ، في شأن اليهود والنصارى ، ثم نزل سائر السورة بعرفة في حجة الوداع . و ﴿ أهل الكتاب ﴾ يعم اليهود والنصارى . فقيل : الخطاب لليهود خاصة ، ويؤيده ما روى خالد الحذاء عن عكرمة ، قال : أتى اليهود[2] الرسول ﷺ يسألونه عن الرجم ، فاجتمعوا في بيت ، فقال : أيكم أعلم ، فأشاروا إلى ابن صوريا ، فقال : أنت أعلمهم ، قال : سل عما شئت ، قال : أنت أعلمهم ، قال : إنهم يقولون ذلك ، قال : فناشدتك الله الذي أنزل التوراة على موسى ، والذي رفع الطور ، فناشده بالمواثيق التي أخذت عليهم ، حتى أخذه إفكل ، فقال : إن نساءنا نساء حسان ، فكثر فينا القتل ، فاختصرنا فجلدنا مائة مائة ، وحلقنا الرؤوس ، وخالفنا بين الرؤوس على الدبرات ، أحسبه قال : الإبل قال : فأنزل الله يا أهل الكتاب قد جاءكم رسولنا . وقيل الخطاب لليهود والنصارى الذين يخفون صفة رسول الله ﷺ ، والرجم ونحوه . وأكثر نوازل الإخفاء إنما نزلت لليهود ، لأنهم كانوا مجاوري الرسول في مهاجره . والمعني بقوله ﴿ رسولنا ﴾ محمد ﷺ . وأضيف إلى الله تعالى إضافة تشريف . وفي هذه الآية دلالة على صحة نبوته ، لأن إعلامه بما يخفون من كتابهم ، وهو أمي لا يقرأ ولا يكتب ولا يصحب القراء ، دلالة على أنه إنما يعلمه الله تعالى . وقوله ﴿ من الكتاب ﴾ يعني التوراة . ويعفو عن كثير ، أي : مما يخفون لا يبينه ، إذا لم تدع إليه مصلحة دينية ، ولا يفضحكم بذلك ، إبقاء عليكم . وقال الحسن ﴿ ويعفو عن كثير ﴾ هو ما جاء به الرسول من تخفيف ما كان شدد عليهم وتحليل ما كان حرم عليهم . وقيل : لا يؤاخذكم بها . وهذا المتروك الذي لا يبين ، هو في معنى افتخارهم ونحوه ، مما لا يتعين في ملة الإسلام ، فضحهم به ، وتكذيبهم . والظاهر أن فاعل ﴿ يبين ﴾ و ﴿ يعفو ﴾ عائد على ﴿ رسولنا ﴾ ويجوز أن يعود على الله تعالى . ﴿ قد جاءكم من الله نور وكتاب مبين ﴾ قيل : هو القرآن ، سماه نوراً لكشفه ظلمات الشرك والشك ، أو لأنه ظاهر الإعجاز . وقيل : النور الرسول . وقيل : الإسلام . وقيل : النور موسى ، والكتاب المبين : التوراة ، ولو اتبعوها حق الاتباع لآمنوا بمحمد ﷺ ، إذ هي آمرة بذلك ، مبشرة به . ﴿ يهدي به الله من اتبع رضوانه سبل السلام ﴾ أي : رضا الله . ﴿ سبل السلام ﴾ طرق النجاة ، والسلامة من عذاب الله . والضمير في ﴿ به ﴾ ظاهره أنه يعود على كتاب الله . ويحتمل أن يكون عائداً على الرسول . قيل : ويحتمل أن يعود على الإسلام[3] . وقيل ﴿ سبل السلام ﴾ قيل : دين الإسلام . وقال الحسن

شرح العقائد

مع حاشيته

جمع الفرائد بإنارة شرح العقائد

ويليهما

شرح ميزان العقائد

متن العقائد : لنجم الدين أبي حفص عمر بن محمد النسفي
شرح العقائد : لسعد الدين مسعود بن عمر التفتازاني
جمع الفرائد : للأستاذ [illegible]
ميزان العقائد وشرحه : للعلامة [illegible]

وفي إرسال الرسل جمع رسول على فعول من الرسالة وهي سفارة العبد بين الله وبين ذوى الألباب[١] من خليقته ليزيح بها عللهم فيما قصرت عنه عقولهم من مصالح الدنيا والآخرة، وقد عرفت معنى الرسول والنبي في صدر الكتاب حكمة أي مصلحة وعاقبة حميدة، وفي هذا إشارة إلى أن الإرسال واجب لابمعنى الوجوب[٢] على الله تعالى بل بمعنى أن قضية الحكمة تقتضيه[٣] لما فيه من الحكم والمصالح، وليس بممتنع كما زعمت السمنية والبراهمة،[٤] ولا بممكن يستوي طرفاه كما ذهب إليه بعض المتكلمين.[٥] ثم أشار إلى وقوع الإرسال[٦] وفائدته وطريق ثبوته وتعيين بعض من ثبتت رسالته فقال وقد أرسل الله تعالى رسلا من البشر إلى البشر[٧] مبشرين لأهل الإيمان والطاعة بالجنة والثواب ومنذرين لأهل الكفر والعصيان بالنار والعقاب فإن ذلك[٨] مما لاطريق للعقل إليه[٩] وإن كان فبأنظار دقيقة لايتيسر الالواحد[١٠] بعد واحد ومبينين للناس مايحتاجون إليه من أمور الدنيا والدين فإنه تعالى خلق الجنة والنار، وأعد فيهما الثواب والعقاب، وتفاصيل أحوالهما، وطريق الوصول إلى الأول، والاحتراز عن الثاني مما لايستقل به العقل[١١] وكذا خلق

(١) قوله ذوي الألباب أي إلى ذوي العقول، وقد حقق العلامة ابن حجر الهيتمي قدس سره في الفتاوى الحديثية أنه ﷺ أرسل إلى جميع



ولا يمكن بستوي طرفاه، كما ذهب إليه بعض المتكلمين. ثم أشار إلى وقوع الإرسال، وفائدته، وطريق ثبوته، وتعيين بعض من ثبت رسالته، فقال: وقد أرسل

بقوله: أرسل بقوله: مبشرين بقوله: وأيدهم بالمعجزات

الله تعالى رسلاً من البشر إلى البشر، مبشرين لأهل الإيمان والطاعة بالجنة والثواب، ومنذرين لأهل الكفر والعصيان بالنار والعقاب، فإن ذلك مما لا طريق للعقل إليه،

من غير إخبار نبي

وإن كان فبأنظار دقيقة،..

أي إن حصل طريق للعقل

= الإرسال لا يمكن إلا بقول الله سبحانه: "أرسلتك" وهو لا يوجب اليقين؛ لجواز أن يكون من كلام الجن، وأجيب بأنه يجوز أن ينصب الحق سبحانه عليه دليلا، أو يخلق في الرسول علما ضروريا، ثانيها: أن جبرئيل إن كان جسما، وجب أن يراه كل أحد من الحاضرين، وإن كان مجردا كان رؤيته محالا، وأجيب بأن خالق الرؤية هو الحق سبحانه، فيجوز أن يكشف الملك على الرسول، ويحجبه عن غيره، ثالثها: أن التكليف مضرة للعباد فلايكون مصلحة لهم، وأجيب بأنه مشقة قليلة، موجبة لمنافع عظيمة دائمة. [النبراس: ٢٦٩]

بعض المتكلمين: وهم جمهور الأشاعرة القائلين بأن العقل لا يحكم بالحسن والقبح، وأن الله سبحانه يفعل ما يشاء بمحض إرادته، بلا غرض داع، والشارح قد جرى في هذا المقام على رأي الماتريدية. [النبراس: ٢٦٩]

وتعيين بعض إلخ: بقوله: أول الأنبياء آدم ﷺ وآخرهم محمد ﷺ.

إلى البشر: ليستأنس الأمة برسولها؛ ولأنه لا يستطيع كل واحد من الناس أن يرى الملائكة. ثم اعلم أن كلام المصنف رحمه الله مبني على ذكر الغالب في الوقوع، والأهم بالبيان، وإلا فالمذهب: أن محمدا ﷺ مبعوث إلى الثقلين،

الجامع لأحكام القرآن

والمبين لما تضمنه من السنة وآي الفرقان

تأليف

أبي عبد الله محمد بن أحمد بن أبي بكر القرطبي

(ت ٦٧١ هـ)

تحقيق

الدكتور عبد الله بن عبد المحسن التركي

شارك في تحقيق هذا الجزء

محمد رضوان عرقسوسي

الجزء السابع

مؤسسة الرسالة

كلامه، فلما لم يُبيِّنْ له رسول الله ﷺ قام من عنده، فذهب وقال لأصحابه: أرى أنه صادقٌ فيما يقول؛ لأنه كان وَجَدَ في كتابه أنه لا يُبيِّن له ما سأله عنه[1].

﴿قَدْ جَآءَكُم مِّنَ ٱللَّهِ نُورٌ﴾ أي: ضياء؛ قيل: الإسلام، وقيل: محمد عليه الصلاة والسلام؛ عن الزجاج[2]. ﴿وَكِتَٰبٌ مُّبِينٌ﴾ أي: القرآن، فإنه يُبيِّن الأحكام، وقد تقدم[3]. ﴿يَهْدِى بِهِ ٱللَّهُ مَنِ ٱتَّبَعَ رِضْوَٰنَهُۥ﴾ أي: ما رَضِيَه الله. ﴿سُبُلَ ٱلسَّلَٰمِ﴾: طُرُقَ السلامة المُوصِلة إلى دار السلام[4] المُنزَّهة عن كلّ آفة، والمُؤمِّنة من كل مَخافة، وهي الجنة. وقال الحسن والسُّدِّيّ: «السلام»: الله عزّ وجلّ؛ فالمعنى: دِين الله ـ وهو الإسلام ـ كما قال: ﴿إِنَّ ٱلدِّينَ عِندَ ٱللَّهِ ٱلْإِسْلَٰمُ﴾ [آل عمران: ١٩]. ﴿وَيُخْرِجُهُم مِّنَ ٱلظُّلُمَٰتِ إِلَى ٱلنُّورِ﴾ أي: من ظُلمات الكفر والجَهالات إلى نور الإسلام والهدايات. ﴿بِإِذْنِهِۦ﴾: بتوفيقه وإرادته[5].

قوله تعالى: ﴿لَّقَدْ كَفَرَ ٱلَّذِينَ قَالُوٓا۟ إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلْمَسِيحُ ٱبْنُ مَرْيَمَ ۚ قُلْ فَمَن يَمْلِكُ مِنَ ٱللَّهِ شَيْـًٔا إِنْ أَرَادَ أَن يُهْلِكَ ٱلْمَسِيحَ ٱبْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُۥ وَمَن فِى ٱلْأَرْضِ جَمِيعًا ۗ وَلِلَّهِ مُلْكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ وَٱللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ ۝١٧﴾

قوله تعالى: ﴿لَّقَدْ كَفَرَ ٱلَّذِينَ قَالُوٓا۟ إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلْمَسِيحُ ٱبْنُ مَرْيَمَ﴾ تقدّم في آخر «النساء»[6] بيانُه والقولُ فيه.

وكُفْرُ النصارى في دلالة هذا الكلام إنما كان بقولهم: إنّ اللهَ هو المسيحُ ابن

Scanned by CamScanner

يا أيها الذين آمنوا استجيبوا لله وللرسول إذا دعاكم لما يحييكم

التفسير المنير

في العقيدة والشريعة والمنهج

الأستاذ الدكتور وهبة الزحيلي

المجلد الثالث

الجزءان ٥ - ٦



الأرض، وأنه بعث بالبينات والفرق بين الحق والباطل ووصف الرسول هنا بصفتين:

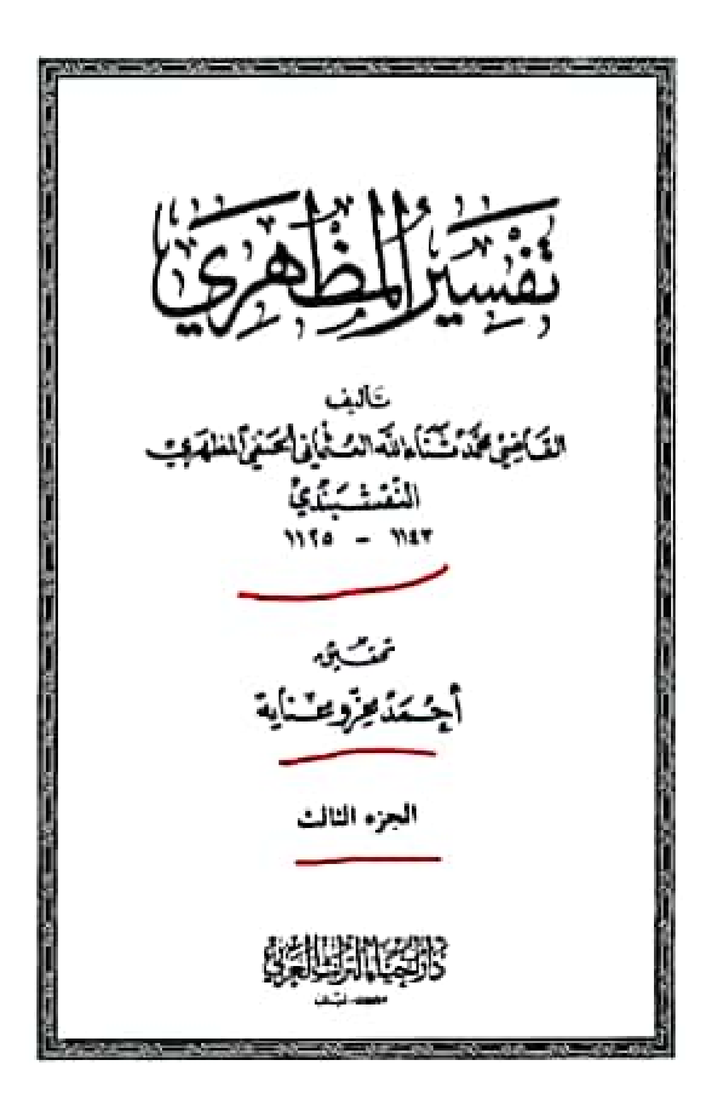
الأولى - أنه يبين لهم كثيراً مما يخفون، قال ابن عباس: «أخفوا صفة محمد ﷺ، وأخفوا أمر الرجم، وعفا عن كثير مما أخفوه، فلم يفضحهم ببيانه». ثم إن الرسول ﷺ بيّن ذلك لهم، وهذا معجزة لأنه عليه الصلاة والسلام لم يقرأ كتاباً ولم يتعلم علماً من أحد، فلما أخبرهم بأسرار مافي كتابهم، كان ذلك إخباراً عن الغيب، فيكون معجزاً.

الصفة الثانية - ويعفو عن كثير، أي لا يظهر كثيراً مما تكتمونه أنتم، وإنما لم يظهره؛ لأنه لا حاجة إلى إظهاره في الدين. وهذا يدعوهم إلى ترك الإخفاء لئلا يفتضحوا، ولقد كان بيان القرآن لما كتموه سبباً في إسلام كثير من أحبارهم.

فالصفة الأولى: أنه يبين ما بدلوه وحرفوه وأولوه وافتروا على الله فيه، والصفة الثانية: أنه يسكت عن كثير مما غيروه، ولا فائدة في بيانه. روى الحاكم عن ابن عباس رضي الله عنه قال: من كفر بالرجم فقد كفر بالقرآن من حيث لا يحتسب، قوله: ﴿يَٰٓأَهۡلَ ٱلۡكِتَٰبِ قَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمۡ كَثِيرٗا مِّمَّا كُنتُمۡ تُخۡفُونَ مِنَ ٱلۡكِتَٰبِ﴾ فكان الرجم مما أخفوه. ثم قال: صحيح الإسناد ولم يخرجاه أي الشيخان: البخاري ومسلم.

ثم أخبر تعالى عن القرآن العظيم الذي أنزله على نبيه الكريم بأنه كتاب واضح، وأن محمداً ﷺ نور، أو الإسلام نور، فالمراد بالنور محمد، وبالكتاب القرآن، وقيل: إن المراد بالنور الإسلام، وبالكتاب القرآن. والقرآن بيّن في نفسه، مبيّن لما يحتاج إليه الناس لهدايتهم.

الموجودين إنما كان تبعًا لأخذ الميثاق على آبائهم ﴿فَنَسُوا﴾ يعني أكثر هؤلاء الموجودين وبعض من قبلهم ﴿حَظًّا﴾ أي حظًّا وافيًا أو حظهم ﴿مِّمَّا ذُكِّرُوا بِهِۦ﴾ في الإنجيل فكذبوا محمدًا ﷺ بعد البشارة ببعثه وتبعوا أهواءهم قبل ذلك فافترقوا فرقًا منهم الملكانية والنسطورية واليعقوبية قال بعضهم إن الله ثالث ثلثة وبعضهم عيسى ابن الله وبعضهم أن الله هو المسيح ﴿فَأَغْرَيْنَا﴾ يعني ألصقنا وألزمنا من غرى الشيء إذا لصق به ولزمه ﴿بَيْنَهُمُ﴾ قال مجاهد وقتادة: يعني بين اليهود والنصارى، وقال الربيع بين فرق النصارى وهو الأشهر ﴿ٱلْعَدَاوَةَ وَٱلْبَغْضَآءَ﴾ لأجل اختلاف أهوائهم في الدين ﴿إِلَىٰ يَوْمِ ٱلْقِيَٰمَةِ ۚ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ ٱللَّهُ﴾ بالجزاء والعقاب في الآخرة ﴿بِمَا كَانُوا۟ يَصْنَعُونَ﴾ في الدنيا من الكفر والمعاصي وترك الاقتداء بالكتب السماوية التي مآلها واحد والله أعلم. أخرج ابن جرير عن عكرمة، قال إن نبي ﷺ أتاه اليهود يسألونه عن الرجم فقال: «أيكم أعلم؟ فأشاروا إلى ابن صوريا فناشده بالذي أنزل التوراة على موسى والذي رفع الطور بالمواثيق الذي أخذت عليهم، فقال: إنه لما كثر الزنا فينا جلدنا مائة وحلقنا الرؤس فحكم عليهم بالرجم فأنزل الله تعالى ﴿يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ﴾ إلى قوله ﴿صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ﴾ والمراد بأهل الكتاب اليهود والنصارى ووحده الكتاب لأنه للجنس ﴿قَدْ جَآءَكُمْ رَسُولُنَا﴾ محمد ﷺ ﴿يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِّمَّا كُنتُمْ تُخْفُونَ مِنَ ٱلْكِتَٰبِ﴾ أي التوراة والإنجيل مثل آية الرجم ونعت محمد ﷺ في التوراة وبشارة عيسى بأحمد في الإنجيل ﴿ويعفوا﴾، أي يعرض ﴿عَن كَثِيرٍ﴾ مما يخفونه لا يخبر به إذا لم يتوقف عليه أمر ديني أو عن كثير منكم فلا يؤاخذ بجرمه ﴿قَدْ جَآءَكُم مِّنَ ٱللَّهِ نُورٌ﴾ يعني محمد ﷺ أو الإسلام ﴿وَكِتَٰبٌ مُّبِينٌ﴾ للأحكام أو بين الإعجاز وهو القرآن، وجاز أن يكون العطف تفسيريًا وسمي محمدًا ﷺ والقرآن نورًا لكونهما كاشفين لظلمات الكفر ﴿يَهْدِى بِهِ ٱللَّهُ﴾ وحد الضمير لأن المراد بهما إما واحد أو كواحد في الحكم ﴿مَنِ ٱتَّبَعَ رِضْوَٰنَهُۥ﴾ أي رضاه بالإيمان منهم ﴿سُبُلَ ٱلسَّلَٰمِ﴾ أي طرق السلامة من عذاب الله، وقيل: السلام هو الله تعالى وسبله شرائعه الموصلة إليه ﴿وَيُخْرِجُهُم مِّنَ ٱلظُّلُمَٰتِ﴾ أي ظلمات الكفر ﴿إِلَى ٱلنُّورِ﴾ نور الإيمان ﴿بِإِذْنِهِۦ﴾ بإرادته وتوفيقه ﴿وَيَهْدِيهِمْ إِلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ﴾ أي طريق موصل إلى الله تعالى البتة وهو الإسلام ﴿لَّقَدْ كَفَرَ ٱلَّذِينَ قَالُوٓا۟ إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلْمَسِيحُ ٱبْنُ مَرْيَمَ ۚ﴾ والقائلون بهذا القول اليعقوبية من النصارى فإنهم قائلون بالاتحاد، وقيل: لم يصرح به أحد ولكن لما زعموا أن فيه لاهوتًا وقالوا لا إله إلا واحد لزمهم أن يكون هو المسيح فنسب


تفسير المظهري

تأليف
القاضي محمد ثناء الله العثماني الحنفي المظهري
النقشبندي
١١٤٣ - ١٢٢٥

تحقيق
أحمد عزو عناية

الجزء الثالث

دار إحياء التراث العربي
بيروت - لبنان



مسئلہ ۶۲: حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ بیشک اللہ نے مجھے اپنے نور سے پیدا کیا اور میرے نور سے سارے جہان کو۔ زید نے سوال کیا وہ نور محمدی ﷺ کتنا بڑا ہوگا فقیر نے جواب دیا اس میں کونسا شک ہے ایک شمع روشن کرو اور پھر لاکھوں کروڑوں شمعیں اس سے روشن کرلو اس کا نور کم نہیں ہوتا ایسا ہی نور محمد ﷺ کا نور پاک کم نہیں ہوتا۔

الجواب: زید کا اعتراض جاہلانہ اور سائل سلمہ اللہ تعالیٰ کا جواب صحیح و عالمانہ ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۳: حدیث شریف میں ہے کہ آدمی کی پیدائش جس زمین کی مٹی سے ہوتی ہے وہاں آدمی دفن ہوتا ہے زید سوال کرتا ہے یہ کیسے بن سکتا ہے کہ آدمی صحبت اندھیری رات میں کرتا ہے اور حمل قرار پانے کا کچھ وقت معلوم نہیں تو اس وقت کیسے مٹی ماں کے شکم میں بچہ دان میں پہنچ سکتی ہے فقیر نے کہا میاں کیا اللہ عزوجل کو اتنی قدرت نہیں کہ زمین سے مٹی اٹھالیوے یا بذریعہ ملک اس ساعت میں بچہ دان میں پہنچادے۔

آدم سرِ دتن ز آب و گل داشت کو تم بملک جاں و دل داشت

الجواب: اللہ عزوجل فرماتا ہے منها خلقنكم وفيها نعيدكم ومنها نخرجكم تارة اخرى ○ زمین ہی سے ہم نے تمہیں بنایا اور اسی میں تمہیں پھر لیجائیں گے اور اسی میں سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے۔ ابو نعیم نے ابو ہریرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں مامن مولود الاوقد ذر عليه من تراب حفرته کوئی بچہ پیدا نہیں ہوتا جس پر اس کی قبر کی مٹی نہ چھڑکی ہو۔ کتاب المتفق والمفترق میں عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا مامن مولود الا وفی سرته من تربته التی خلق منها حتی یدفن فیها وانا و ابوبکر و عمر خلقنا من تربة واحدة فيها ندفن ہر مولود کی ناف میں اس کی قبر کی مٹی ہوتی ہے جس سے اسے پیدا کیا اور اسی میں وہ دفن ہوتا ہے اور میں اور ابو بکر و عمر ایک مٹی سے بنے اسی میں دفن ہوں گے۔ امام ترمذی حکیم عارف تو اور میں حضرت عبد اللہ بن مسعود سے راوی کہ فرشتہ جو رحم زن پر مؤکل ہے جب نطفہ رحم میں قرار پاتا ہے اسے رحم سے لے کر